اے بی سی (آڈٹ بیورو آف سرکولیشن) کی مصدقہ اشاعت

لہ دعوۃ الحق

قرآن وسنت کی تعلیمات کا علمبردار

جلد نمبر ۲۱
شمارہ نمبر ۸

ماہنامہ **الحق** اکوڑہ خٹک

شعبان/رمضان ۱۴۰۶ھ
مئی ۱۹۸۶ء

مدیر : سمیع الحق

اس شمارے میں

بدل اشتراک

پاکستان میں سالانہ	۴۰ روپے	بیرون ملک بحری ڈاک	چھ پونڈ
فی پرچہ	چار روپے	بیرون ملک ہوائی ڈاک	دس پونڈ

سمیع الحق استاد دارالعلوم حقانیہ نے منظور عام پریس پشاور سے چھپوا کر دفتر الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقش آغاز

شریعت بل

اندیشے اور ذمہ داریاں

اپریل کی ۲۵ر تاریخ کو شریعت بل سے متعلق سہ ماہی دستخطی مہم اختتام کو پہنچی۔ بحمد اللہ! توقع سے بڑھ کر اہل اسلام نے نظامِ شریعت سے وابستگی اور اس کے نفاذ و اجراء کے مطالبے میں سچائی اور پختگی کا ثبوت دیا، ملک کے چاروں صوبوں میں اکابر علماء، مشائخ، دیندار حضرات، وکلاء طلباء مزدور اور ملک کے جمہور و غیور عوام کے علاوہ شریف، حیادار، اور باپردہ خواتین تک نے بھی شرعی حدود کے اندر رہ کر شریعت بل کے فوری نفاذ کی تحریک میں ولولہ انگیز حصہ لیا۔

صوبہ سرحد میں ہزاروں علماء نے قائد شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق مدظلہٗ کے دست حق پرست پر تحریکِ نفاذِ شریعت کیلئے ہر قسم کے ایثار و قربانی، جانبازی و سرفروشی اور ضرورت پڑنے پر اپنا تن من دھن قربان کر دینے کی خاطر بیعت کی۔ نظامِ شریعت کے نفاذ و بالادستی کی خاطر علماء نے حجروں سے اور امراء و عوام نے ایوانوں اور مکانوں سے نکل کر میدان میں آنے اور ہر قسم کے دباؤ، تشدد، مخالفت اور فضا کی سیاسی ناہمواری کے باوجود تمام ملک میں تحریکِ شریعت کو پھیلانے اقتدار کے ایوان سے نظامِ باطل کو باہر پھینکنے اور اسلام کے نظامِ عدل و انصاف کو ترویج دینے میں ادنیٰ خادم، ورکر اور سپاہی بن کر پیہم جدوجہد اور مسلسل کام کرنے کا عزم کیا۔

شریعت بل اب ملک کا مقدر بن چکا ہے۔ برصغیر کی پارلیمانی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ ایوانِ بالا میں علماءِ حق کیطرف سے پیش کردہ نظامِ شریعت کا مکمل اور جامع آئینی اور دستوری خاکہ "شریعت بل" کے نام سے بطور ایجنڈا شامل کر دیا گیا ہے۔ جس کے پیش کرنے کی سعادت مدیر الحق حضرۃ مولانا سمیع الحق صاحب اور قاضی عبد اللطیف صاحب کو حاصل ہوئی۔

کاش! کشتیٔ ملت کے ناخداؤں خواہ وہ اربابِ اقتدار ہوں یا اربابِ سیاست عوام ہوں یا حکومت راعی ہوں یا رعایا، جج ہوں یا وزیر، ممبر ہوں یا مشیر غرض ان آدارگان فکر و عمل کو بھی اگر صحیح راستہ نظر آجائے خدا کی مخلوق اور اس کے بندے بن کر اس کے دئے ہوئے نظامِ حیات کو بطور لائحہ عمل اپنالیں تو بہت جلد منزل تک پہنچا جا سکتا ہے۔ اور قوم کو فتحمندی کی عظمتوں تک پہنچایا جا سکتا ہے۔ اور واقعہ بھی یہ ہے کہ اسلام کی خدمت اور نوعِ انسانی کی سعادت کا ایک ہی لائحہ عمل ہے۔ اور وہ وہی ہے جس کے مطابق جنابِ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم، خلفاء راشدین ائمہ امت اور مجددین ملت نے عمل کیا یعنی دنیا میں اسلامی شریعت اور خلافت کا صحیح نظام قائم کرنا جو اہل اسلام کے اخلاقی، روحانی مادی اور سیاسی غلبے کا ضامن ہے۔ مسلمانوں کو اگر تنزل و انحطاط انتشار و افتراق اور ذلت و ادبار کے قعر مذلت سے نکال کر عزت و افتخار، شوکت و عظمت اسلام کی بلندیوں تک پہنچنا اور پہنچانا ہے، تو اس کا بھی صرف ایک ہی راستہ ہے۔ اور وہ وہی راستہ ہے جس سے اس امت کا پہلا قافلہ منزل تک پہنچا ہے۔

لَن یُصلِحَ آخرَ ھٰذِہِ الامۃ — اس امت کے پچھلوں کی اصلاح صرف وہی چیز کر سکتی ہے
اِلّا مَا اَصلَحَ اوّلَھا — جس نے اگلوں کی اصلاح کی تھی۔

شریعت بل اسی فکر کا ترجمان اور اسی لائحہ عمل کا واضح اعلان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ملک بھر کے تمام سلیم الفطرت، خوش نیت، روحانیت اور سکون قلب کے پیاسوں، اسلام اور آئین شریعت کے شیدائیوں نے دوشیزۂ حکومت کی کجہ مکرنیوں اور محبوبۂ سیاست کی خوش آئند جلوہ طرازیوں کو بڑے حوصلہ اور زبردست جذبۂ ایمانی کے پیش نظر پائے استحقار سے ٹھکرا دیا۔ مغربی جمہوریت و سیاست کے گندے چشموں حکومت کے سراب نما مگر زہر آلود آبی ذخیروں سے کلی اجتناب اور بغاوت کر کے خود کو شریعت کے چشمۂ صافی کی منڈھیر پر کھڑا کر دیا۔

شناوران محبت تو سینکڑوں ہیں مگر — جو ڈوب جائے وہ پکا ہے آشنائی کا

عوامی سطح پر قوم نے یک زبان ہو کر ایک بار پھر نظام شریعت کی منظوری دینی علماء حق کی طرف سے شریعت بل کے آئینی خاکہ کو من عن قبول کرانے سے متعلق کروڑوں مسلمانوں نے سینٹ سیکرٹریٹ کے دفتروں کو تائیدی دستخطوں کے فارموں اور خطوط سے بھر دیا۔

آخری اور نازک ترین مرحلہ جس پر ملک کی بقا و استحکام اور قومی و ملی تشخص کا مدار ہے۔ یہ ہے کہ اب حکومت اور ممبران اسمبلی، اسلامی نظام کے نفاذ سے متعلق اپنے وعدوں کو ملحوظ رکھ کر کہاں تک اسے جوں کا توں منظور کرتے اور اسے دستوری و آئینی تحفظ دلاتے ہیں۔ تین ماہ کی سرگرم دستخطی مہم اور عوام کے پرجوش اور ہمہ گیر مظاہرہ کے پیش نظر صدر اور وزیر اعظم نے بھی شریعت بل کے منظور کرانے سے متعلق بظاہر خوش آئند بیان دے دئے ہیں ___ مگر یاد رہے کہ اس سے منزل حاصل نہیں ہوئی۔ شریعت بل کو سینٹ، اور پھر قومی اسمبلی میں دستور سازی کے مراحل سے گذرنا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے حکومت، اور پارلیمنٹ کے ارکان کہاں تک دقیقہ رسی، وسعت نظر، ذہانت، و زیرکی، تحمل و تدبر اور خلوص و ایفائے عہد کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اگرچہ شریعت بل کو دستوری اور آئینی حیثیت دلانے میں براہ راست سینٹ، اور قومی اسمبلی کے ارکان کا عمل دخل ہوگا لیکن عوام کیلئے بھی یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ وہ آئندہ کے مراحل میں محض تماشائی بن کر غافل

اور بے خبر ہو کر بیٹھے رہیں بلکہ اب تو انہیں آئندہ کے ہر مرحلے میں پہلے سے زیادہ باخبر اور چوکنا رہنے کی ضرورت
ہے۔ اور یہ بدیہی حقیقت بھی محتاجِ دلیل نہیں کہ پاکستان میں صرف وہی دستور کامیاب طور سے نافذ ہو سکتا
ہے۔ جو اسلامی تعلیمات کے مطابق ہو چنانچہ انتخابات کے دوران حکومت نے بھی اور پارلیمنٹ کے ہر رکن
نے بھی اسلامی دستور کی ضرورت و اہمیت کا اعتراف اور اسکی تشکیل کا عہد کیا اور قوم سے یہ وعدہ بھی کیا کہ اگر
انہیں منتخب کیا گیا تو وہ ملک میں اسلامی دستور کی تشکیل کا کام کریں گے۔ اس لحاظ سے اصل مسئلہ یہ بن جاتا ہے کہ
جس جماعت نے پارلیمنٹ میں اکثریت بنالی ہے۔ اور آئین سازی میں مؤثر حیثیت کی حامل ہے وہ شریعت
کو آئینی تحفظ دلانے اور نافذ کرنے میں اپنا وعدہ کہاں تک اور کس طرح پورا کرتی ہے۔ عوام نے بھی ارکانِ پارلیمنٹ
کو دستور سازی کا اختیار اس اعتماد پر دیا ہے کہ وہ ایوان میں جاکر اپنے وعدوں اور عوام کی آرزوں کے مطابق
نظامِ شریعت کے نفاذ کا کام کریں گے۔ لیکن گذشتہ ۳۹ سالہ تجربہ اور موجودہ پارلیمنٹ کی حالیہ یکسالہ کارد
سے واضح ہو گیا ہے۔ کہ اربابِ اقتدار، بیوروکریٹس، سوشلسٹ اور کمیونسٹ عناصر اور بے دین سیاست دان
اور وہ تمام عناصر جو پاکستان میں اسلام کو ختم کر دینے کے درپے ہیں یہاں صحیح اسلامی نظام کے نفاذ کو اپنے
مفادات کے خلاف سمجھتے ہیں وہ کھل کر تو یہ نہیں کہہ پاتے کہ ملکی قوانین اسلام کے مطابق نہ بنائے جائیں
لیکن ان کی کوشش ہمیشہ یہ رہی ہے کہ اسلامی قوانین کے دستوری اور آئینی تحفظ کے مرحلہ پر کسی بھی ایسے
ہتھکنڈے سے درگذر نہیں کر پاتے جس سے اسلامی نظام کے تحفظ و نفاذ کا کام ناکام ہو کے رہ جاتا ہے
اور دستور میں بھی کچھ ایسے چور دروازے رکھ دئے جاتے ہیں جس کے ذریعہ اسلام کا نام تو باقی رہتا ہے
لیکن عملی زندگی سے اس کا واقعی رابطہ کٹ کے رہ جاتا ہے۔

شریعت بل سب کی آزمائش اور معیار و کسوٹی ہے۔ ومن یعتصم باللہ فقد ھدی
الی صراط مستقیم۔

موجودہ ارکانِ پارلیمنٹ، علماء و مشائخ، مذہبی جماعتوں، سیاست والوں اور ملک کے جمہور جسور
غیور عوام کا فرض ہے کہ وہ سیاسی مفادات اور جماعتی تعصبات سے بالاتر رہ کر ہر قسم کے اغواء شیطانی اور
غیر اسلامی کیمپوں سے کٹ کر شریعت بل کے منظور کرانے کی خاطر پوری سنجیدگی اور توازن کے ساتھ کھلے
دل سے غور و فکر کر کے ایک لائحہ عمل مرتب کرلیں تو ملک کی بیمار سیاسی زندگی کو شفا نصیب ہو سکتی ہے
اور ماضی کے ناقابلِ تلافی نقصانات کا ازالہ ہو سکتا ہے۔

ملک کے آئین و دستور کے نازک ترین مرحلے بالخصوص خالص شرعی نظامِ شریعت بل کے نفاذ کے
مرحلے میں ہمیں ایک متفقہ لائحہ عمل کی ضرورت ہے۔ شریعت بل کوئی شخصی، جماعتی، صوبائی یا سرکاری مسئلہ
نہیں۔ یہ پوری قوم کا اہم ترین اجتماعی مسئلہ ہے یہ پورے ملک کی ایک قیمتی دستاویز ہے جس سے ہم سب کا

وجود و بقا فلاح و بہبود اور موت وحیات وابستہ ہے۔

اس سلسلہ میں قائد تحریک شریعت، شیخ الحدیث حضرۃ مولانا عبدالحق مدظلہٗ عنقریب ملکی سطح پر ایک عظیم کنونشن بلا رہے ہیں جس میں جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی قائدین شریعت محاذ کے ارکان، ملک بھر سے علماء و مشائخ، سیاسی رہنما، مذہبی قائدین، قومی و صوبائی اسمبلی کے ہم خیال ممبران اور ارکان سینٹ کے علاوہ ملک بھر کے دانشور اور وکلاء، طلباء اور دیگر درد رکھنے والے جملہ تنظیموں کے نمائندوں کو دعوت دی جا رہی ہے۔ جس میں آپس کے باہمی صلاح و مشورہ سے موجودہ پارلیمنٹ سے بلا تاخیر شریعت بل منظور کرانے کا ایک ٹھوس لائحہ عمل اختیار کیا جائے گا۔ اگر موجودہ پارلیمنٹ عوام کے دیرینہ مطالبہ کو ملحوظ رکھ کر شریعت بل کو من و عن منظور کرا کے نافذ کرا دے تو وہ بلاشبہ مسلمانوں کی محبوب ترین پارلیمنٹ ہوگی اس ملک کے عوام ہر قسم کی تلخیوں اور سیاسی ناہمواریوں کو بھلا کر اس کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کریں گے۔ لیکن اگر حکومت اور پارلیمنٹ کے وہ ارکان جو منتخب ہونے سے پہلے اسلام اور قرآن و سنت کا نام لیتے نہیں تھکتے تھے، کامیاب ہونے کے بعد قرآن و سنت کی خاطر شریعت بل کے حق میں اتنا بھی نہ کر سکیں تو پھر قوم خود بخود سمجھ لے گی کہ اس نے کن لوگوں پر اعتماد کیا تھا۔

اگر شریعت بل کے اس نازک ترین موقعہ پر عوام کے اعتماد کو مجروح کر دیا گیا۔ تو انہیں پورا پورا حق حاصل ہے۔ کہ وہ اپنی حکومت اور اپنے نمائندوں سے جواب طلب کر کے انہیں قوم کی مرضی کے مطابق آئین بنانے پر مجبور کریں ـــــ اور اس کے بعد یہ تو ظاہر ہی ہے کہ چند خوبصورت الفاظ اخبار کی شہ سرخی، محض کھوکھلے نعروں اور دعوؤں سے عوامی بے چینی کا مداوا نہیں ہو سکے گا جس نے اس ملک میں اچھے اچھے آمروں کو بھی اٹھا کر پھینک دیا ہے۔

"ادارہ"

ٹینڈر نوٹس

سرحد فارسٹ ڈیویلپمنٹ کارپوریشن ملاکنڈ سرکل کے رجسٹرڈ شدہ ٹھیکیداروں سے مندرجہ جنگلات کی کٹائی، چیرائی اور ان کی ڈھلائی کے لئے ٹینڈر مطلوب ہیں جو کہ زیر دستخطی کے دفتر ۱۸ مئی ۱۹۸۶ء بوقت ۱۲ بجے دن تک پہنچ آنے چاہئیں۔

مزید معلومات کسی بھی دن دفتر ہذا سے دوران اوقات کار حاصل کی جاسکتی ہیں۔

لاٹ نمبر	نام جنگل	تعداد درختان	الستادہ والوم (مکسر فٹ)	طریقہ برآمدگی	نام ڈپو	زربیہ
۱۰۶/M	اُشیری کمپارٹمنٹ نمبر ۴۴	۱۰۶۵	۱۰۶,۳۲۰	سلیپران	گندیگار	۰۰۰/-
۱۰۷/M	براول کمپارٹمنٹ نمبر ۳۹،۲۵	۴۰۰	۱۰۸,۰۲۹	"	سندراول	۰۰۰/-
۱۰۸/M	پچکوڑہ کمپارٹمنٹ نمبر ۲۷۸،۳۷	۸۱۰	۲۳۶،۲۹۱	گیلی جات	شرنگل	۰۰۰/-

مختصر شرائط :-

۱۔ ریٹ بحساب فی مکسر فٹ دینا ہوگا۔

۲۔ الستادہ والیوم میں رد و بدل ہو سکتا ہے۔

۳۔ کارپوریشن وجہ بتلائے بغیر کسی ایک یا سارے ٹینڈروں کو منظ یا نامنظور کرنے کا حق محفوظ رکھتا ہے۔

۴۔ گیلی جات کی نکاسی کیلئے جہاں بھی سڑک کی ضرورت پڑے، تو سڑ بنوانا اور اراضی کا معاوضہ ٹھیکیدار کو دینا ہوگا۔

منیجر فارسٹ اپریشن
سرحد فارسٹ ڈیویلپمنٹ کارپوریشن
ملاکنڈ سرکل۔ سیدو شریف۔ سوات

INF (P) 1243

ارشادات حضرۃ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ

ضبط و ترتیب : ادارہ الحق

افاداتِ ختمِ بخاری شریف

۹ اپریل صبح دس بجے مسجد دارالعلوم میں ختم بخاری کی تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں دارالحفظ کے ۲۲ طلبہ جنہوں نے اس سال قرآن مجید حفظ کیا کی دستاربندی کی گئی۔ اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے اپنے ہاتھ سے حفظ القرآن کی سندیں انہیں دیں اس کے بعد حضرت مدظلہ نے بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دیا اور مختصر خطاب بھی فرمایا جسے احقر نے اسی وقت قلمبند کرلیا۔ افادۂ عام کے پیشِ نظر نذرِ قارئین ہے۔ (ع۔ق۔ح)

محترم بزرگو اور دوستو! یہ ایک مبارک مجلس اور مبارک درس ہے۔ دارالحفظ کے حفاظ سے آپ نے قرآن سنا [illegible]ں، اردو مکالمے بھی سنے۔ الحمدللہ! اس سال ۲۲ طلبہ نے قرآن مجید مکمل حفظ کیا۔ یہ دارالتجوید والحفظ کے اساتذہ [illegible]نت کا ثمرہ ہے۔ باری تعالیٰ قبول فرماوے۔ قرآن مجید کی شان اور اس کا بیان، اس کے لئے طویل عمر اور وقت [illegible]ہیئے۔ ہمیں اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی خدمت کی سعادت بھی عطا فرمائی۔ ہم اللہ تعالیٰ کے اس قدر عطاو [illegible]بیت اور عظیم نعمت کے حد سے زیادہ شکرگذار ہے۔ اللہ تعالیٰ دارالحفظ کے ان سب حفاظ اور دنیا کے اسلام [illegible]مام حفاظ قرآن کو علم وعمل کی دولت سے نوازے۔

یہ قرآن تنزیل من حکیم حمید ہے۔ انہ لقول رسول کریم اس نعمت عظیمہ کے پڑھنے یاد کرنے، اور پھیلانے و[illegible] خدمت کرنے کے مواقع اللہ تعالیٰ نے بطور انعام کے عطا فرمائے ہیں۔ اور اللہ کریم نے دارالعلوم کے خدام [illegible]ستہ گان، اساتذہ اور معاونین ومتعلقین پر ایک بڑا احسان یہ کیا ہے کہ آج آپ کے سامنے دورۂ حدیث [illegible]کے تقریباً ڈیڑھ سو طلبہ ختم بخاری کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

ایک حدیث کا پڑھنا ذریعہ نجات ہے۔ اور جب ایک طالب علم بخاری شریف، مسلم شریف، ابوداؤد

شریف، ترمذی شریف، مؤطین اور سنن نسائی کے احادیث بھی پڑھ لے تو اس کا کتنا بڑا مقام ہو گا اور اس نے کتنی بڑی سعادتیں حاصل کر لیں۔ آپ کو مبارک ہو ان سعادتوں میں آپ سب شریک ہیں۔

حدیث شریف کا بڑا مقام ہے۔ اس کا بڑا درجہ ہے۔ حدیث پڑھنے، سننے اور طلبا رحدیث کی خدمت کرنے کی سعادتیں اللہ تعالیٰ نے تمہیں بخشی ہیں۔ یہ ایسا رتبہ اور اتنی عظیم سعادت ہے کہ اس کی نظیر نہیں پیش کی جا سکتی۔ آج احادیث کی برکت سے حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ وارث بن رہے ہیں۔ العلماء ورثۃ الانبیاء۔

دنیا کے حکمرانوں کی، صدر کی، وزیر اعظم اور امیر و وزیر کی، کوئی پوزیشن نہیں، ان کی کوئی حیثیت نہیں، علوم نبوت کی وراثت بہت بڑا مقام ہے۔ جو اللہ نے تمہیں بخشا ہے۔

ویسے بھی آج کی محفل کے سب شرکا سعادت مند ہیں خوش نصیب ہیں۔ اللہ تعالیٰ سرفرازیاں عطا فرمائے۔

آج کی مجلس میں وہ بھی ہیں جو علوم و فنون میں مصروف ہیں۔ وہ بھی ہیں جو اس گلشن کی آبیاری کرتے ہیں اس گلشن کے مالی بھی ہیں ہمدرد اور بہی خواہ بھی ہیں۔

بعض حضرات اشاعتِ دین کی صورت میں مصروفِ خدمت ہیں آج کی ان سعادتوں اور برکتوں میں وہ لاکھوں حضرات شریک ہیں جو یہاں موجود نہیں ہیں مگر ان کے دل دارالعلوم سے وابستہ ہیں ان کی ہمدردیاں یہاں کے طلبہ سے وابستہ ہیں یہاں جو کچھ تلاوت ہوتی ہے درسِ حدیث ہوتا ہے۔ خدمت و اشاعت دین ہوتا ہے۔ اس میں دارالعلوم کے تمام بہی خواہ اور معاونین برابر کے شریک ہیں۔

ایسے حضرات بھی ہزاروں ہیں جو ملک میں موجود نہیں ہیں۔ اور ہزاروں میل دور بیٹھے ہیں اور ہزاروں غیر ملکی افراد ہیں جو دارالعلوم کی ترقی پر خوش ہوتے ہیں اور اس کی معاونت کرتے ہیں۔ یہ قرآن و حدیث کے اسباق کی ایک جھلک بطور مشتے نمونہ از خروارے۔ آپ نے دیکھا اور سنا ایسے روزانہ کے اعمال اور کار ہائے ثواب میں وہ سب برابر کے شریک ہیں۔

آپ حضرات کا یہاں تشریف لانا اور دارالعلوم کے کارکنوں کی حوصلہ افزائی کرنا اور ان سب حضرات کا جو ملک و بیرون ملک رہتے ہیں اور ہم جیسے کمزور، گنہگار اور ضعیفوں کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھتے ہیں یہاں کے طلبہ کے تحصیل علم اور خدمتِ دین کا اجر و ثواب سب کے اعمالناموں میں درج ہوتا ہے۔ بغیر کسی اہتمام و اطلاع کے آپ حضرات جو یہاں تشریف لائے ہیں اس سے بھی ہماری حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ ہم غریب اور کمزور طالب علم سمجھتے ہیں کہ آج ہم تنہا نہیں بلکہ الحمدللہ سینکڑوں اور ہزاروں سچے عشاقِ رسول ﷺ کی دعائیں ہمارے ساتھ ہیں۔ آپ حضرات میں کوئی پشاور سے آئے ہیں۔ بعض حضرات مردان سے آئے ہیں۔ بعض چارسدہ سے تشریف لائے

ں۔ بعض حضرات پنجاب سے تشریف لائے ہیں۔ اللہ کا قرآن سننے کے لئے۔ نبی کی حدیث سیکھنے کے لئے۔ گویا آپ اللہ
ی راہ میں چلے ہیں۔ اللہ کی ذات غیور ہے جب بندہ اس کی راہ میں دوکان چھوڑ کر، کاروبار ترک کر کے ضروریات سے
بے نیاز ہو کر قدم اٹھاتا ہے تو اللہ کی رحمت اسے جنت پہنچا دیتی ہے ۔

من سلك طريقاً ... سهل الله له طريقاً الى الجنة

ہم طالب علم ہیں۔ علم کے نام سے ہمیں تعارف ہے اسی نام سے کھاتے اور اسی نام سے زندگی گذارتے ہیں
پ سب حضرات طالب علم ہیں۔ آخر آپ کو یہاں کیا چیز کھینچ کر لائی۔ یہی طلب علم کا جذبہ صادق۔

جس طرح باقاعدہ دورۂ حدیث پڑھنا طالب علمی ہے اسی طرح دور دراز سے حدیث کے درس میں حاضر ہونا
ر ایک حدیث سیکھ لینا بھی طالب علمی ہے خدا تعالیٰ اس کی برکت سے سب پر جنت کے راستے آسان کر دے
یہاں قرآن بھی پڑھا گیا ہے اور حدیث بھی پڑھی جا رہی ہے۔ قرآن پڑھنے والوں پر شعاعِ شمسی کی طرح اور
ہ ہنا۔ یث پڑھنے والوں پر شعاعِ قمری کی طرح انوار اور برکات نازل ہوتے ہیں۔

قرآن کا ختم بخاری شریف کے موقع پر اللہ پاک دعا قبول فرماتے ہیں۔ مشکلات آسان فرماتے ہیں۔ یہ دار العلوم حقانیہ
ہوتا ۔ اس میں درس حدیث اور ختم بخاری کی یہ سعادتیں ہزار ہا اور لاکھوں مسلمانوں کی خدمات کا نتیجہ ہے۔ سب اس
ات میں شریک ہیں۔ اللہ کریم سب کی خدمات کو قبول فرماوے۔ اور اجر عظیم سے نوازے۔ میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ
دیکھا ہارون الرشید کی بیوی نے نہر زبیدہ بنوائی۔ بڑا کارنامہ انجام دیا۔ مرنے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا خوش ہے اور
کرامت کے مزے لوٹ رہی ہے۔ دیکھنے والے نے کہا کہ یہ سب نہر زبیدہ کی برکات ہیں۔ زبیدہ نے عرض کیا نہیں
وقار میں بلکہ نہر بنوانے کا اجر و ثواب ان کو ملا جنہوں نے اس کے بنوانے میں مدد کی تھی۔ اور چندہ دیا تھا۔ میری مغفرت
کا ہی شہر نے دوسری وجہ سے کر دی۔ وہ یہ کہ ایک روز میرے ہاتھ میں شراب کا گلاس تھا کہ ادھر موذن نے اذان
نام کے دی۔ اللہ کا نام سن کر عظمتِ الٰہی کے تصور سے میں نے شراب کا گلاس پھینک دیا توبہ کی۔ آج اللہ کی رحمت
نے اپنی آغوش میں لے لیا۔

حدیث میں ہے نضر الله امرأً سمع مقالتي فوعاها ثم اداها الى من لم يسمعها
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حدیث کے طالب علم کے لئے دعا کر رہے ہیں۔ کہ جس نے میری ایک حدیث سنی پھر
سے یاد کر کے اوروں تک پہنچایا اللہ کریم اسے تر و تازہ رکھے

آپ سب اس کے مصداق اور اس دعا کے مستحق ہیں۔ آپ سب بخاری شریف کی آخری حدیث سن رہے ہیں
ے یاد کریں اور اوروں تک پہنچا دیں تاکہ حضورؐ کی دعا میں استحقاق پیدا ہو جائے ۔

محمد بن احمد مروزی فرماتے ہیں کہ میں رکن اور مقام کے درمیان مراقبہ ہوا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

باقی صفحہ ۶ پر

ٹینڈر نوٹس

سربمہر ٹینڈر، مقررہ فارم پر جو کہ زیر دستخطی کے دفتر سے بعوض مبلغ دس روپیہ دستیاب ہیں، برائے حمل و نقل اجناس خوردنی برائے مختلف سینٹر ہائے ضلع بنوں برائے سال ۸۷-۱۹۸۶ء مطلوب ہیں۔ جو لازماً زیر دستخطی کے دفتر میں مورخہ ۲۰/۵/۸۵ کو بوقت ساڑھے گیارہ بجے صبح پہنچ جانے چاہیئے۔ ٹینڈر صرف محکمہ خوراک صوبہ سرحد کے رجسٹرڈ ٹھیکیداروں کو جاری کئے جائینگے جن کے ذمہ محکمہ کے کوئی بقایا جات نہ ہوں۔

ٹینڈر فارم اسی دن خواہشمند ٹینڈر دہندگان یا ان کے مجاز نمائندگان کی موجودگی میں ۳۰-۱۱ بجے کھولے جائینگے۔ ہر ٹینڈر کے ساتھ مبلغ تیس ہزار روپے کا زر بعیانہ ہوگا جو ٹینڈر کی نامنظوری پر واپس کیا جائیگا۔ چیک قابل قبول نہیں ہونگے۔

اگر ٹھیکیدار ٹینڈر کی منظوری پر دس دن کے اندر زر ضمانت داخل کر کے اگریمنٹ نہ کر سکے تو زر بعیانہ قابل ضبطی ہوگا۔ ٹھیکیداروں کو اختیار ہے کہ ٹینڈر دینے سے قبل اگریمنٹ کی تفصیلات و تصریحات وغیرہ زیر دستخطی کے دفتر میں ملاحظہ کرے ورنہ بعد میں کوئی عذر کہ اگریمنٹ کی تصریحات ان کے علم میں نہیں ہیں، قابل قبول نہ ہوگا۔

ٹینڈر کی منظوری پر اگر ٹھیکیدار اپنے نرخ سے انکار کرے یا مقررہ میعاد میں اگریمنٹ تحریر کرنے سے انکار کرے تو حکومت کو جو نقصان ہوگا، اس کا ذمہ دار ہوگا۔

خط کشیدہ مبہم اندراج اور مندرجہ بالا ہدایات کی خلاف ورزی سے ٹینڈر قابل منسوخی ہوگا۔ نرخ ٹینڈر فارم کے مقررہ خانوں بلفظوں اور ہندسوں میں لکھے جائیں۔

ڈائرکٹر فوڈ صوبہ سرحد پشاور کو کسی بھی ٹینڈر کو بغیر وجہ بتائے کلی یا جزوی طور پر منظور یا مسترد کرنیکا حق محفوظ ہے۔

نوٹ :۔ ٹھیکیدار جس روٹ (راستہ) سے اجناس خوردنی لانا چاہے مگر بل کی ادائیگی کم فاصلے والے روٹ پر کی جائیگی۔

اجمیر خان
ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر۔ بنوں

INF (P) 1254

حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ ۔ سنہری مسجد پشاور
۱۹ مارچ ۱۹۸۰ء

بسم اللہ

ایک آیت رحمت ۔ ایک خزانۂ حکمت

دنیا اور آخرت کا خزانہ

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ۔ اِنَّہٗ مِن سُلَیمٰنَ وَاِنَّہٗ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ؛

بزرگانِ محترم اور برادرانِ عزیز !

اس وقت ہم اور آپ درسِ قرآن کے عنوان سے جمع ہوتے ہیں اور عنوان صرف عنوان ہی الگ معلوم ہوتا ہے ۔ ورنہ جب کبھی اور جہاں کہیں بھی کچھ بیان کرنے کا موقع ملتا ہے ۔ تو ہمیشہ اپنی عادت یہی ہے کہ قرآن کریم کی کوئی آیت، قرآن کریم کا کوئی جملہ قرآن کریم کی سورت پیش کی جاتی ہے ۔ وہ بھی درسِ قرآن ہی ہوتا ہے ۔ لیکن درس قرآن اسلام کا ایک نہایت مفید اور اہم طریقہ ہے ۔ انسان اگر یہ طے کرے کہ مجھے آج فلاں بات بیان کرنی ہے ۔ فلاں مضمون مجھے پیش کرنا ہے تو کبھی کبھی انتخاب میں ۔ ہمارے اخلاص باقی نہیں ہوتا ۔ کسی کو دیکھا کہ اس نے پاجامہ ٹخنوں سے نیچے پہن رکھا ہے ۔ کسی کو دیکھا کہ کوئی آدمی ہے جو کلین شیو ہے ۔ کسی کو دیکھا کہ اس میں کوئی اور خرابی اور خامی ہے ۔ اور یہ میرا خیال ہوا کہ آج اس آدمی کے اوپر یہ بات ان کے کہنی چاہیئے بسا اوقات اس میں وہ اخلاص باقی نہیں رہتا جو اخلاص دین کے پیش کرنے میں ہونا چاہیئے کیونکہ ہم نے کسی وجہ سے کسی شخص کو موضوع بنایا ۔ لیکن اگر ہم قرآن کریم کو ترتیب کے ساتھ بیان کرتے چلے آرہے ہیں اور اس میں انسان کی تمام کوتاہیوں کا ۔ بیماریوں کا، خرابیوں کا ذکر چلا آرہا ہے اور آپ اس وقت وہ بات کہتے ہیں تو وہ بات نہ کسی کو کھلتی ہے اور نہ یہ بات اخلاص کے خلاف ہے ۔

اسی درسِ قرآن کا طریقہ جو ہے یہ ایک انتہائی اہم اور مفید طریقہ ہے ۔ رواج ، درسِ قرآن کا بہت کم ہے ۔ لیکن بہرحال آپ نے اور ہم نے آج کا یہ عنوان رکھا ہے اور اسی عنوان کے تحت میں نے قرآن کریم کی یت نہیں دو آیتیں تلاوت کی ہیں ۔

ایک آیت ہے ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم اور دوسری آیت ہے اِنّہٗ من سلیمان و انّہٗ بسم اللہ الرحمن الرحیم ایک ہی آیت کو بیان کرنا ہے ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم قرآن کی آیتوں میں سے ایک آیت ہے ۔

حنفی نقطہ نظر یہ ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ہر سورت کے شروع میں لکھی ہوئی بھی ہے ۔ اور پڑھی بھی جاتی

ہے ۔سوائے ایک سورت کے کہ قرآن کریم کی ایک سورت ایسی ہے کہ قرآن کریم کی یہ آیت اس سورت کے شروع میں نہ نازل ہوئی نہ لکھی جاتی ہے ۔اور نہ پڑھی جاتی ہے ۔پڑھنے میں ذرا سی تفصیل یہ ہے کہ اگر آپ سورہ توبہ یا سورہ برأت دونوں نام ہیں ایک ہی سورت کے ۔اگر آپ اس سورت کی تلاوت سے ابتدا کر رہے ہیں تو وہاں پر آپ کو بسم اللہ پڑھنا ہوگا ۔کیونکہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آدابِ تلاوت میں سے ایک ادب ہے ۔جب تلاوت کا آغاز کیا جائے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا جائے ۔ خواہ سورہ برأت ہی سے ابتدا کریں یا سورہ توبہ سے ابتدا کریں ۔لیکن اگر آپ تلاوت کرتے چلے آرہے ہیں اور بیچ میں سورہ برأت اور سورہ توبہ آگئی ہے تو پھر آپ کو وہاں پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں پڑھنا چاہئے ۔

تو میں نے عرض کیا نہ لکھی جاتی ہے نہ پڑھی جاتی ہے اور نہ یہ اس سورت کا کوئی حصہ ہے ۔ "آیۃ من آیات القرآن" قرآن کی آیتوں میں سے ایک آیت ہے ۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جس کو اللہ تعالیٰ نے آدابِ تلاوت کے طور پر نازل فرمایا ہے ۔یہی وجہ ہے کہ رمضان میں جب حافظ قرآن کریم ختم کرنے کے قریب آتا ہے تو ایک مرتبہ سورہ کے شروع میں زور سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتا ہے ۔قل ہو اللہ کے شروع میں، چاہے کسی اور سورت کے شروع پر کیونکہ اگر اس نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی زور (بلند آواز) سے تلاوت نہ کی تو سارے قرآن کریم کی تلاوت ہو جائے گی قرآن کی ایک آیت باقی رہ جائے گی ۔

یہ قرآن کی آیتوں میں سے ایک آیت ہے ۔کسی سپارے کا حصہ نہیں ۔کسی سورت کا حصہ نہیں ۔آیۃ من آیات القرآن ہے ۔جس کو اللہ تعالیٰ نے آدابِ تلاوت کے طور پر نازل فرمایا ہے ۔یہ لکھی بھی جاتی ہے اس کے بارے میں علماء نے لکھا ہے کہ یہ ہر سورت کے شروع میں جو لکھی ہوئی ہے یہ ایسے سمجھئے کہ جیسے بہت سے بادشاہ، بہت سے سلاطین بیٹھے ہیں بہت سے امراء بیٹھے ہیں اور ہر ایک کے سر پر تاج ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جو ہے یہ "تیجان السور" یہ سورتوں کے تاج ہیں جو ان کے سروں پر رکھے ہوتے ہیں ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے آغاز ہوتا ہے قرآن کریم کی تلاوت کا ۔چاہے سورہ فاتحہ پڑھیں چاہے الم ذالک الکتاب پڑھیں ۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے اُس کا آغاز ہوتا ہے ۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی جو آیت ہے یہ بابِ رحمت ہے یہ داخلے کا دروازہ ہے جب ایک مسلمان ایک مومن قرآن کریم کی ابتدا کرتا ہے اور تلاوت شروع کرنا چاہتا ہے تو وہ اس دروازے سے داخل ہوتا ہے اور یہ دروازہ بابِ رحمت ہے کیونکہ یہ آیت جو ہے یہ آیت، آیتِ رحمت کہلاتی ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی دو صفتیں رحمت کی بیان کی گئی ہیں ۔ ایک الرحمٰن ایک الرحیم ۔یہ آیت رحمت کہلاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ سمجھ میں آگیا ہوگا کہ تمام سورتوں کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے اس کو نازل فرمایا ہے اور پڑھنے کا حکم دیا ہے

سورہ توبہ اور سورہ برأت میں اس کے پڑھنے کا حکم نہیں۔ اس لئے کہ سورت برأت کے شروع میں جو مضامین ہیں مضامین ایسے ہیں کہ ان مضامین پہ آیت رحمت کی تلاوت مناسب معلوم نہیں ہوتی۔ سورۃ برأت یا سورت توبہ اندر اللہ کے غضب کا اظہار ہے۔ اللہ کے قہر کا اظہار ہے۔ اور جہاں پر اللہ کے غضب، اللہ کے قہر کا اظہار کیا جا وہ موقع آیت رحمت کی تلاوت کا نہیں ہے۔ جیسے فقہاء نے لکھا ہے کہ جب آپ کوئی ایسا جانور ذبح کریں کہ جسے لینے کی اسلام نے اجازت دی ہے۔ مرغی ذبح کریں۔ بکری یا گائے یا ہرن ذبح کریں تو اس وقت آپ کو آیت رحمت پڑھنے کی اجازت نہیں۔ کوئی شخص بھی ذبح کے وقت یہ نہ پڑھیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اس کے پڑھنے کی ممانعت ہے ہاں یہ بسم اللہ اللہ اکبر۔ لیکن بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کی اجازت اس لئے نہیں دی کہ یہ عمل جو آپ کر رہے ہیں ہاتھ آپ کے چھری ہے ایک جاندار کی جان آپ لے رہے ہیں۔ اس کی گردن پہ چھری پھیر رہے ہیں۔ یہ عمل آپ کا بظاہر عمل ہے۔ یہ اور بات ہے کہ شریعت نے ذبیحے کی اجازت دے دی ہے لیکن اس عمل قہر کے موقع پر آپ کو آیت رحمت کی پڑھنے کی اجازت نہیں۔

اور یہی وجہ ہے کہ جس جانور کے اوپر اللہ کا نام نہ پکارا جائے وہ جانور حلال نہیں چاہے آپ کتنا ہی اس کو ذبح کریں وجہ اس کی یہ ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ ہمارے اور آپ کے کھانے پینے کا جو نظام دنیا کے اندر وہ ایک نہایت حکیمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تین چار قسم کی مخلوق دنیا میں پیدا کی ہے۔ جمادات، نباتات نباتات اور حیوانات ہی کی ایک اعلیٰ قسم ہے انسان۔

تین مخلوقات ہیں اور نظام یہ رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ جمادات کو غذا بنا دیا اوپر کی مخلوق کے لئے۔ نباتات کے درختوں کی غذا کیا ہے؟ مٹی اور پتھر۔

تمام درختوں اور نباتات، دنیا کے اندر جو غذا کے طور پر ان کو جو چیز ملتی ہے وہ ہے جمادات۔ ان سے وہ حاصل کرتے ہیں۔ طریقہ یہ رکھا ہے۔ نیچے کی مخلوق، اوپر کی مخلوق کے لئے غذا اور خوراک ہے۔ جمادات، نباتات خوراک ہے۔ اور نباتات، حیوانات کی خوراک ہے۔ گائے، بکری، بھینس، اونٹ یہ سب آپ نے دیکھا کہ یہ اصل نباتات۔ پتے، پھل اور پھول، یہ استعمال کرتے ہیں۔ یہ اصول کے مطابق ہے اگر نباتات، جمادات کو خوراک بنائے اصول کے مطابق حیوانات، نباتات کو اگر اپنی غذا اور خوراک بنائے تو اصول کے مطابق۔ لیکن حیوانات، حیوانات اپنی خوراک بنائیں یہ اصول کے خلاف ہے۔

انسان بھی جاندار ہے۔ مرغی بھی جاندار ہے۔ بکری بھی جاندار ہے۔ گائے بھی جاندار ہے ہاں اگر آپ خربوزہ ٹیڑی، تربوز کاٹیں اور آپ نے بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کے اگر آپ نے اس کو نہیں کاٹا ہے تو بغیر اللہ کا نام لئے ہوئے بھی آپ کے لئے حلال اور جائز ہے۔ کیونکہ یہ اصول کے مطابق ہے۔ نباتات حیوانات کی غذا ہے۔ یہ نباتات میں شامل ہے۔

پھل اگر آپ نے اللہ کا نام لئے بغیر بھی کاٹا ہے۔ تب بھی آپ کے لئے حلال اور جائز ہے۔ لیکن اگر آپ کہ
جانور کو خوراک بنانا چاہتے ہیں۔ وہ بھی جاندار ہے آپ بھی جاندار ہیں۔ اگرچہ حیوانات میں آپ کی قسم اونچی ہے
وہ بھی بہرحال حیوانات میں داخل ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ حیوان ۔۔۔ حیوان (کھانا) جائز نہیں ہے جب تک کہ وہ اللہ
اجازت نامہ حاصل نہ کرے۔ اور جب ایک مسلمان یہ پڑھ کر ۔۔۔ ح کرتا ہے بسم اللہ، اللہ اکبر۔ تو فرمایا اس نے ا
سے خصوصی اجازت حاصل کر لی ہے۔ کہ یہ حیوانات کو تیرے حکم سے اپنی خوراک اور اپنی غذا بنا رہا ہے۔ اگر ا
اس موقعہ پر خدا کا نام نہیں لیا تو اللہ سے حیوانات کو خوراک بنانے کی خصوصی اجازت حاصل نہیں کی۔ اس
یہ اس کے لئے حرام ہوگا اور ناجائز ہوگا۔ یہی موقعہ ایسا ہے کہ حکم دیا ہے کہ بسم اللہ کہہ کر اللہ کے نام کو پکا رو
آیتِ رحمت تلاوت کرو۔ کیونکہ رحمت کا موقعہ اور ہوتا ہے۔ غضب کے موقع پر آیتِ رحمت تلاوت نہیں کی جا

اس سورت کے شروع میں بھی اسی لئے آیتِ رحمت نازل نہیں ہوئی۔ اور غضب کے موقع پر بھی آ
رحمت کی تلاوت کرنے کو منع کر دیا۔ لیکن بہرحال یہ آیتِ رحمت ہے اور اس کو کہا جاتا ہے کہ یہ قرآن میں داخل ہو
کا دروازہ ہے۔ اس دروازے سے جب آپ داخل ہوتے ہیں تو شروع ہی میں آپ سے ملاقات ہوتی ہے رحم
سے۔ اور جب دروازے ہی کے اوپر آپ کی رحمت سے ملاقات ہوتی ہے تو اندر جا کر آپ کو اللہ کی کتنی بر کتیں
کتنی نعمتیں ملیں گی۔

دروازے سے اندر کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ ایک زمانے میں لوگ اپنے مکان کا دروازہ بڑا شاندار بنا
تھے۔ تاکہ جو آدمی اس دروازے کو دیکھے وہ یہ سمجھے کہ یہ بڑے رئیس ہیں۔ یہاں کے رہنے والے بڑے صاحبِ ثر
ہیں۔ اس لئے دروازے کو دیکھ کر مکان اور مکین کا اور سامان کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ لیکن اگر کسی نے درواز
بنایا ہو شاندار اور اندر اس نے بوریا بچھا دیا۔ اندر چوہے قلابازیاں کھا رہے ہیں۔ تو اس نے تو ایک قسم کا نفاق
کیا ہے۔ دروازے سے کچھ اور اندازہ ہوتا ہے اندر جا کے کچھ اور نظر آتا ہے۔ شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ :۔

ایک فقیر بھکاری بھیک مانگنے کے لئے نکلا۔ اس کو ایک محلہ میں بڑا شاندار دروازہ نظر آیا۔ اور اس
یہ طے کیا کہ یہ بڑے کسی کریم اور بڑے سخی کا دروازہ ہے۔ اور یہاں اگر میں نے آج بھیک حاصل کر لی تو مجھے کہ
اور جگہ مانگنے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ دروازہ یہ بتا رہا ہے کہ اس کا مکین بڑا شاندار ہے۔ اس نے جا
وہاں صدا لگائی۔ اندر سے ایک خادمہ آئی۔ خادمہ نے آکر آٹے کی ایک چٹکی دے دی۔ یہ فقیر اس آٹے کی چٹکی
کو دیکھ کر غصے میں آگیا اور کہنے لگا کہ یا اللہ دروازہ اتنا شاندار اور عطا اتنی حقیر اتنی معمولی۔ کبھی درو
کو دیکھتا ہے کبھی اپنی اس بھیک کو۔ اسے غصہ آیا اور گھر گیا جا کر وہاں سے پھاوڑا لے آیا۔ اور دروازے

وہ پرچڑھ گیا اور دروازے مار مار کر اینٹیں گرانا شروع کر دیں۔

مالک مکان آیا اور کہا کیا کر رہے ہو۔ بولا کہ میں فقیر ہوں میں نے تیرا شاندار دروازہ دیکھا اور بھیک یہ مجھے عطا ملی ہے آٹے کی ایک چٹکی۔ دیکھ شرم کر یہ تیری عطا ہے اور یہ تیرا دروازہ۔ یا درکھ یا تو تو اپنی اس عطا کو اپنے دروازے کے مطابق بنا دے۔ اور اگر تو نہیں بناتا تو میں تیرے دروازے کو نیچا کر کے عطا کے مطابق بنائے دیتا ہوں۔ جس سے یہ معلوم ہوا اور دروازے سے صحیح اندازہ ہوتا ہے کہ اندر سے اور کیا ہونا چاہئے۔

آیت رحمت سے ابتدا ہے۔ ہمارا آغاز ہے اور جب آیت رحمت سے ابتدا ہے تو قرآن کریم کے نازل ہونے کے بعد اللہ کے کیسے کیسے انعامات، کیسی کیسی نعمتیں ہوں گی۔ تو میں نے یہ بات عرض کی۔ یہ آیت رحمت ہے۔ اور ایک آیت ہے قرآن کریم کی۔ کب نازل ہوئی۔ کس طرح پر نازل ہوئی۔ اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے یہ طریقہ تھا کہ لوگ لکھا کرتے تھے:

باسمک اللّٰھم بلکہ بعضوں نے یہ بتایا کہ لکھا کرتے تھے باسمک ۔۔ اللّٰھم بھی بعد میں آیا ہے۔ لیکن عام طور پر تھا کہ تحریر سے پہلے یا جب بسم اللہ پڑھنا ہو باسمک اللّٰھم یہی طریقہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اختیار کرتے تھے۔ اور یہی طریقہ مسلمان بھی اختیار کرتے تھے۔ یہاں تک کہ قرآن کریم کی ایک آیت نازل ہوئی فرمایا کہ

قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ۱۷: ۱۱۰

اللہ کو اللہ کہہ کر پکارو یا اللہ کو رحمٰن کہہ کے پکارو۔ یہ دو نام اللہ کو اپنے ناموں میں سب سے زیادہ پسند ہیں۔ اس لئے دو نام اسلام میں بہت پسند ہیں۔ عبداللہ اور عبدالرحمٰن کیونکہ یہ دو نام جو ہیں اللہ اور رحمٰن۔ اللہ کے مقبول اور نہایت پسندیدہ ناموں میں سے ہیں۔ ان ناموں کے اوپر جو نام رکھا جاتا ہے وہ نام مسلمانوں کا بہترین نام پایا جاتا ہے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ کو اللہ کہہ کے پکارو اور اللہ کو رحمٰن کہہ کے پکارو تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے کہا کہ اب آپ باسمک اللّٰھم نہ لکھیں نہ پڑھیں۔ بلکہ آپ اس طریقہ سے پڑھیں ۔۔۔ بسم اللہ الرحمٰن۔ کیونکہ اللہ کے ناموں میں سب سے زیادہ پسندیدہ نام دو ہیں۔ اور یہ دونوں کے دونوں نام جو ہیں ملا دیئے جائیں بسم اللہ اور الرحمٰن ۔۔۔۔ الرحیم نہیں یہاں تک کہ ایک آیت سورۂ نمل میں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی، فرمایا

اِنَّہٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَاِنَّہٗ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔

یہ سورہ نمل کی ایک آیت ہے مستقل آیت ہے یہ آیت وہ آیت رحمت والی آیت نہیں۔ آیت رحمت

ایک الگ آیت ہے۔ اور یہ آیت سورہ نمل کی ہے۔ اور یہ آیت نازل ہوئی ہے حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام پر۔ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام انبیائے بنی اسرائیل میں نہایت ممتاز اور بڑے جلیل القدر نبی اور پیغمبر تھے۔ یہ وہی نبی اور پیغمبر ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے نبوت اور پیغمبری کے ساتھ ساتھ روئے زمین کی سلطنت بھی عنایت فرمائی۔ ہوا پہ بھی ان کی حکومت ہے، پرندوں پر بھی ان کی حکومت ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اتنے جلیل القدر نبی اور پیغمبر ہیں کہ ان کو بھی یہ آیت رحمت دی گئی۔ تمام انبیائے کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اندر دو نبیوں کو اللہ تعالیٰ نے آیت رحمت عطا فرمائی۔ ایک حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ایک سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

آپ نے فرمایا اب اس آیت کو پورا کرو۔ اب یہ آیت اللہ نے اس طریقے پہ نازل فرمائی ہے کہ:
"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" معلوم ہوا کہ دو تین منزلوں میں جا کر یہ آیت پوری ہوئی۔ اور اب اس کے مطابق ہو گیا کہ جو آیت سورہ نمل کے اندر حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی تھی۔ یہ آیت "آیۂ رحمت" ہے۔ لکھی جاتی ہے سورت کے شروع میں سورت کا حصہ نہیں۔ اور اگرچہ تلاوت کے وقت آپ "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" بھی پڑھتے ہیں مگر وہ کسی سورت کے شروع میں یا قرآن کے شروع میں لکھی نہیں جاتی۔ لکھنا جائز نہیں۔ قرآن کے اندر صرف اتنا حصہ جائز ہے۔ جو نازل ہوا سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پہ۔ یہاں تک کہ جب سورہ تو آپ ختم کرتے ہیں حکم آپ کو یہ ہے کہ اس کے ختم پر آپ "آمین" کہیں مگر "آمین" قرآن کا حصہ نہیں۔ اور اسی لئے سیپاروں میں تو شاید کوئی لکھ دیتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن حکیم میں لکھا نہیں جاتا۔ پڑھا جاتا ہے اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم جو ہے یہ اصل میں لکھا بھی نہیں جاتا۔ پڑھا جاتا ہے کیوں ــــــ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

إِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝

جب تلاوت کا خیال کرو اور ارادہ کرو تو تم اللہ سے پناہ مانگو کہ شیطان اور رجیم کے شر سے تمہیں بچائے اور اس سے پناہ مانگنے کا طریقہ یہ ہے کہ تم یہ الفاظ ادا کیا کرو۔

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بھی ہم شر اور آفت سے پناہ کے لئے پڑھتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آداب تلاوت کے طور پر پڑھتے ہیں۔ اور اس کے بعد قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی ہے۔ یہ وہ آیت ہے جو آیت رحمت کہلاتی ہے اور نہایت اہم آیت ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ

كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَمْ يُبْدَأْ بِبِسْمِ اللَّهِ فَهُوَ أَقْطَعُ وَأَبْتَرُ۔ ہر وہ کام دنیا کا ہو یا دین کا جس کو

اب اہم سمجھتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہر کام ہی اہم ہوتا ہے۔ دیکھئے ہیں بعض چیزیں ہمیں معمولی معلوم ہوتی ہیں۔ مثلاً قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی کہ جب کوئی مصیبت پہنچے تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا جائے۔

ایک مرتبہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چادر سے یا کسی اور چیز سے چراغ گل ہوگیا تو آپؐ نے فوراً اس ہدایت کے مطابق

اِذَا اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ۝

آپ نے فوراً انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ تو چراغ گل ہوا ہے۔ کیا چراغ گل ہونا بھی مصیبت ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تمہیں مصیبت کی حقیقت معلوم نہیں۔ مصیبت کسے کہتے ہیں

کُلُّ مَا یُؤْذِیْكَ فَھُوَ مُصِیْبَةٌ (جس بات سے تمہیں تکلیف پہنچے وہ چیز مصیبت ہے) چراغ گل ہونے سے بھی تکلیف پہنچتی ہے یہ بھی مصیبت ہے۔

ہر کام جو اہم ہے دنیا کا ہو یا دین کا۔ فرمایا کہ آپ نے اس کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں پڑھا۔ وہ کام ناقص ہے۔ ناتمام ہے نامکمل ہے۔ آپ دیکھنے میں یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہوگیا ہے مگر اللہ کی نظر میں وہ کام نہیں ہوتا۔ بالکل اسی طرح جس طرح کوئی مولوی صاحب کسی گاؤں میں گئے۔ اور وہاں جاکے وعظ کیا اور کہا کہ بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی۔ تو گاؤں کے ایک آدمی نے کھڑے ہوکر کہا۔ "بارہا کردیم شد"

آپ کہتے ہیں کہ بلا وضو نماز نہیں ہوتی۔ میں نے تو ہمیشہ پڑھی اور ہوگئی۔

ہوگئی کا کیا مطلب ——؟

ہوگئی کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے اول سے لے کر آخر تک تمام ارکان ادا کئے۔ آپ اس کو ہوگئی سمجھتے ہیں مگر جو اللہ کے یہاں قبول نہیں ہے وہ نہیں ہوئی۔ اسی طرح جو کام بسم اللہ سے اللہ کے نام سے شروع نہ کیا جائے فرماتے ہیں کہ وہ کام ناتمام ہے۔ ناقص ہے۔ نامکمل ہے۔ اگرچہ آپ اس کو یہ دیکھتے ہیں کہ یہ کام مکمل ہوگیا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ ناتمام اور ناقص رہتا ہے۔ اسی لئے ہمیں حکم ہے کہ کھانا کھاؤ۔ خرید و فروخت کا کام کرو۔ کسی کام کا آغاز کرو۔ مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ یہ کہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ہم نے دنیا کی دوسری قوموں کو بھی دیکھا ہے کہ جب وہ کھانے کی میز پر بیٹھتے ہیں تو اپنے بچوں کو اپنے مذہب کے مطابق حکم دیتے ہیں کہ سب سے پہلے خدا کا نام لو پھر کھاؤ۔ ہم اور آپ اسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ یہود اور نصاریٰ نے شاید اپنا دین چھوڑ دیا ہے —— نہیں —— یہ سمجھ کر کہ انہوں نے اپنا دین چھوڑ دیا ہے وہ ہم آپ بھی چھوڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ آپ کی غلط فہمی ہے آپ دیکھئے کہ ان کے بچوں نے اور ان کی

عورتوں نے اب تک وہ دین نہیں چھوڑا۔ وہ کھانا کھانے بیٹھیں گے تو ان کے بڑے یا دولائیں گے۔ کہ سب سے پہلے دعا کرو۔ اللہ کا نام لو۔ پھر کھانا کھاؤ۔ ہم ہیں اور آپ ہیں کتنے ہیں جو اپنے بچوں کو دسترخوان پر بیٹھیں گے تو کہیں گے کہ پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھو۔ بلکہ ایسے لوگ تو مل جائیں گے۔

جیسے ایک صاحب نخاس بازار جا رہے تھے گھوڑا خریدنے کے لئے۔ جیب میں ان کے رقم تھی راستے میں کسی نے پوچھا کہ چودھری صاحب! کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں نخاسے بازار جا رہا ہوں گھوڑا خریدنے کے لئے۔ انہوں نے کہا آپ یہ کہیں انشاء اللہ۔ اس نے کہا انشاء اللہ کی کیا بات ہے۔ نخاسے بازار میں گھوڑے موجود ہیں جیب میں رقم موجود ہے۔ انشاء اللہ کی کیا ضرورت ہے۔

لوگ سمجھتے ہیں کہ ارے میاں دسترخوان پر نعمتیں رکھی ہوئی ہیں۔ کھانا رکھا ہوا ہے ہم کھانے کے تیار بیٹھے ہیں۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں کہ بسم اللہ بھی پڑھئے ــــــ نخاسے بازار میں گھوڑے ہیں۔ جیب میں رقم ہے انشاء اللہ کی کیا ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ صاحب! میں آپ سے بحث کرنا نہیں چاہتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم تھی میں نے آپ کو بتا دی۔ آپ جانیں آپ کا کام جانے۔

چودھری صاحب نخاسے بازار گئے۔ گھوڑے دیکھے۔ ایک گھوڑا پسند آیا جب بھاؤ تاؤ اس کا کر لیا۔ جیب میں ہاتھ ڈالا رقم نکالنے کے لئے تو وہ اتفاق سے راستے میں کہیں گر گئی تھی۔ بڑے پریشان ہوئے۔ اس نے کہا کہ بھئی میری رقم کہیں گر گئی ہے۔ میں تلاش کر کے ابھی آتا ہوں۔ وہی صاحب پھر مل گئے۔ انہوں نے کہا چودھری صاحب گھوڑا خرید لائے؟ کہنے لگے کہ میں آپ سے بات کر کے جو یہاں پہنچا انشاء اللہ، میں نے وہاں جا کے گھوڑے والے سے بات کی انشاء اللہ۔ اور میں نے جو وہاں گفتگو کی انشاء اللہ۔

ارے اب کیا ہوتا ہے انشاء اللہ سے۔ اب تو چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ اب بات بات پر انشاء اللہ کہتا ہے۔ یاد رکھئے خدا، اور خدا کے رسول کی جو تعلیم ہے۔ ہمیں اور آپ کو چاہیئے کہ سمجھ میں آئے یا نہ آئے مگر خدا کی قسم وہ تعلیم اپنی جگہ پر درست ہے اور اگر ہم نے اس پر عمل نہیں کیا تو اس کے نتائج ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے ابھی آپ کے سامنے ہے۔

اکبر الہ آبادی مرحوم کا شعر یاد آیا فرمایا کہ ؎

برسوں فلاسفی کی چناں اور چنیں رہی
لیکن خدا کی بات جہاں تھی وہیں رہی

اس میں کوئی فرق نہیں آتا ہر کام کے شروع میں آپ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھیں۔ مکان بنا رہے ہیں، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھیں۔ لکھنا شروع کریں، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھیں۔ اور کیوں پڑھیں ــــ اگر آپ نے

کے الفاظ پر غور کر لیا ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ اپنے دل میں یہ طے کریں گے کہ واقعی اسلامی تعلیمات سے
کر حکیمانہ تعلیمات دنیا میں کبھی سامنے نہیں آئی۔ اتنی حکیمانہ تعلیم ہے۔ ہر موقع پر جو پڑھنے کو بتایا گیا ہے آپ
کو سو کے اٹھیں تو کیا پڑھنے کو بتایا گیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَحْیَانِی بَعْدَ مَا اَمَاتَنِی وَاِلَیْہِ النُّشُوْر۔

قربان جائیے۔ رات دس بجے آپ سو گئے اور ۵ بجے اٹھ گئے۔ آپ کو پتہ ہے کہ ۱۰ بجے سے لے کر ۵ بجے تک
کس حالت میں رہے۔ کس کیفیت میں رہے۔ اس کا نام ہے موت۔ اسی لئے نیند کو کہتے ہیں "اخ الموت"۔ یہ
کا بھائی ہے۔ فرق اتنا ہے کہ ایک روح انسان کی جسم سے جدا ہوتی ہے تو اس کا نام رکھا ہے خواب۔ اور دوسری
جب انسان کے جسم سے جدا ہوتی ہے تو اس کا نام رکھا ہے موت۔ ایک روح جسم سے جدا ہونے کے بعد چند
کے بعد دوبارہ آپ کے ساتھ لگ جاتی ہے اس کا نام آپ نے رکھا ہے بیداری۔ اور جب وہ روح آپ کے
سے لگ جائے گی تو ایک مرتبہ جدا ہو گئی ہے تو اس کا نام رکھا ہے قیامت۔ قبروں سے اٹھایا جانا۔ بالکل اسی
جس طرح انسان بستر سے اٹھتا ہے اسی طریقے سے مردے قبروں سے روز قیامت اٹھائے جائیں گے۔ تو فرمایا
قع پر کیا یاد کیا جائے۔ کہو کہ

الحمد للّٰہ الذی احیانی بعد ما اماتنی والیہ النشور۔

اس اللہ کا شکر ہے جس اللہ نے حیات دی، دوبارہ زندگی دی۔ دس بجے روح جدا ہو گئی تھی۔ اگر نہ لگتی تو ہم کیا کرتے
اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں حیات دی موت مسلط کرنے کے بعد۔ والیہ النشور اور بالکل اسی طرح جس طرح اللہ
ح جسم سے لگا دی۔ اور ہمیں اٹھا دیا ہے۔ اسی طریقے سے روز قیامت اللہ تعالیٰ ہمیں قبروں سے اٹھائیں گے۔ یہ
مانہ تعلیم ہے، کہ جب تم اپنے بستروں سے اٹھو تو قیامت کے آنے کو یاد کرو۔ اور خدا کا شکر ادا کرو کہ اللہ نے
طریقے سے تمہارے جسم کے ساتھ روح کو لگا دیا۔

آئینہ دیکھو۔ آئینہ دیکھتے وقت یہ نفسیات ذہن میں رکھنے چاہئیں کہ بدشکل سے بدشکل آدمی بھی اپنی صورت
یہ کبھی نہیں کہتا کہ میری شکل خراب ہے۔ ہر بدصورت آدمی بھی اپنی شکل کو سمجھتا ہے .... کہ میں یوسف
ہوں لیکن بہرحال شکل اچھی ہے۔ ہر آدمی کا اپنے بارے میں یہ خیال ہے۔ اسی لئے لکھا ہے کہ

ایک حبشی آدمی جو سوڈان کا رہنے والا تھا۔ اس نے تمام عمر کبھی آئینہ نہیں دیکھا تھا۔ کہیں راستے میں اسے آئینہ
مل گیا۔ اس نے اٹھا کر اپنی شکل جو زندگی میں پہلی بار نظر آئی تھی دیکھی، تو یہ نہیں کہا کہ میری شکل خراب ہے بلکہ
کہتا ہے کہ کم بخت تو اتنا برا تھا تبھی تو تمہیں راستے میں پھینک دیا۔ یہ کہہ کہ اس نے آئینے کو پھینک دیا۔ یہ
تھا کہ میری شکل ہی ایسی ہے۔

جب آپ کی نفسیات یہ ہیں تو اس موقع پر کیسی حکیمانہ تعلیم دی ہے کہ آئینہ دیکھو تو پڑھو

اَللّٰھُمَّ حَسِّنْ خُلُقِیْ کَمَا اَحْسَنْتَ خَلْقِیْ۔

اے اللہ جس طرح تو نے میرے چہرے کی بناوٹ کو بڑا حسین بنایا ہے جس طرح تو نے میرے قالب کو خوبصورت بنایا ہے اسی طرح میری عادتوں کو بھی خوبصورت بنا دے۔ اور میرے اخلاق کو بھی خوبصورت بنا دے اور میری روح کو بھی خوبصورت بنا دے۔

اندازہ لگائیے کیسی حکیمانہ تعلیمات ہیں اسلام کی ــــ تو میں نے یہ نمونے کے طور پر عرض کیا ہے۔ جب تم کام شروع کرو تو ان تین کلمات کو اپنی زبان سے ادا کرو۔ " اللہ رحمٰن رحیم " اور یہ تین کلمات ایسے ہیں کہ جیسے تین محکمے۔ ان محکموں سے گذرے بغیر تمہارا کام ہو سکتا نہیں۔

کیوں۔ اللہ کا لفظ کہہ کے بتایا وہ خالقِ کائنات ہے سارے عالم کو پیدا کرنے والا ہے۔ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے۔ " خالقِ کل شئی " اور جب آپ کوئی کام کرنے بیٹھتے ہیں تو سب سے پہلے سامان کی ضرورت ہوتی ہے۔ کھانے بیٹھیں گے۔ کیا کھائیں گے۔ بھائی گندم ہوگا تو کھائیں گے۔ سالن ہوگا تو کھائیں گے۔ پلیٹ ہوگی تو کھائیں گے۔ دسترخوان ہوگا تو کھائیں گے۔

مکان بنانا آپ شروع کریں گے ـــ ارے بھائی اینٹیں ہوں گی جب ہی تو بنائیں گے۔ زمین ہوگی سیمنٹ ہوگا۔ سریا ہوگا تب ہی تو بنائیں گے ــــ سب سے پہلے سامان کی ضرورت ہے۔

اے انسان اس کام کے کرنے سے پہلے اُس خالقِ کائنات کو یاد کر وکہ میں نے یہ سارے اسباب اور سامان پیدا کئے اگر اللہ تعالیٰ سازوسامان کو پیدا نہ کرتا تو آپ کوئی بھی کام نہ کر سکتے۔ مگر سامان کے پیدا ہونے سے، مہیا ہونے سے، کچھ نہیں ہوتا ـــ آپ کے پاس زمین بھی ہے آپ کے پاس اور سامان بھی ہے۔ لیکن اس سامان کو استعمال کرنے کے حالات ہیں۔ اس کو ہم کہتے ہیں " توفیق " ایک آدمی کے محلے میں مسجد بھی ہے۔ اذان کی آواز بھی آتی ہے۔ اس کے قدموں میں چلنے کی طاقت بھی ہے۔ لیکن مسجد میں حاضری کی توفیق نہیں۔ نماز ادا کرنے کے لئے جتنی چیزوں کی ضرورت ہے۔ وہ سب موجود ہیں۔ لیکن نماز نہیں پڑھتا ـــ کیا کہیں گے۔ یہی کہا جائے گا کہ اس کو نماز کی توفیق نہیں ملی۔

ایک رئیس اپنے ملازم کو لے کر کہیں شکار کو چلے۔ راستے میں کہیں مسجد نظر آگئی۔ تو ملازم نے کہا ــــ کیونکہ لوگ تو کہتے ہیں کہ یہ درجہ چہارم کے لوگوں کا کام ہے کہ نماز پڑھیں۔ امراء کا کام تو ہے نہیں ــــ میں نماز پڑھ آؤں اس نے کہا جاؤ جلدی سے نماز پڑھ کے آ۔

وہ آقا اور امیر دروازے پر کھڑے ہوگئے بندوق لئے ہوئے ہاتھ میں۔

نوکر مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے گیا ہے ـــ آپ چاہیں مانیں نہیں ــــ لیکن ایسا نظر آرہا ہے کہ کوئی مقربان بارگاہ میں سے

ےشاہی محل کے اندر گیا ہے اور ایک نوکر ہے کہ باہر دروازے پر پہرہ دے رہا ہے۔ وہ کھڑا رہا باہر ـــ یہ بیچارہ شوع اور خضوع کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے مسجد خالی ہے۔ جب کافی دیر گذر گئی تو اس نے آواز دی اور کہا نی آتے نہیں۔ اتنی دیر ہو گئی ـــ

وہ اندر سے کہتا ہے کہ جی حضور میں تو آنا چاہتا ہوں! آقا آنے نہیں دیتے۔

بڑے ناراض ہوئے۔ ارے پاگل۔ بیوقوف۔ مسجد تو خالی پڑی ہے تجھے کون نہیں آنے دیتا۔ اس نے جواب دیا رر! "جو آپ کو باہر سے اندر نہیں آنے دیتا۔ وہ اندر سے مجھے باہر نہیں جانے دیتا" آخر کوئی طاقت تو ہے ، باہر کھڑے ہیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے کہہ رکھا ہے۔ خبردار اندر قدم نہ رکھنا۔ اسی طاقت نے مجھے گود میں ہوا ہے اور وہ طاقت مجھے باہر نہیں جانے دیتی۔

معلوم ہوا کہ کام توفیق سے ہوتا ہے۔ اسباب وسامان ہوں تو کیا ہوتا ہے فرمایا کہ ع

بود موری ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد

قافلہ جا رہا ہے حاجیوں کا۔ چیونٹی نے دیکھا کہ یہ لوگ حج بیت اللہ کے لئے جا رہے ہیں۔ میں اگرچہ ضعیف دربے دق ہوں لیکن تمنا تو میرے دل میں بھی ہو سکتی ہے میں بھی حج بیت اللہ کو جانا چاہتی ہوں۔ ؎

بود موری ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد
دست بر پائی کبوتر زدو ناگاہ رسید

جب اس کے دل میں تمنا پیدا ہوئی، تو اللہ تعالیٰ نے کہا۔ یہ ہمارا کام ہے۔ دل میں تڑپ تمہارے پیدا ہو، پورا کرنا کام ہے ـــ ایک کبوتر اڑ کے حرم جا رہا تھا۔ خدا نے حکم دیا، یہاں اتر جا، وہ اتر گیا۔ اور چیونٹی سے کہا کہ کے پاؤں میں لپٹ جا۔ وہ جا کر لپٹ گئی۔ کبوتر نے اسے حرم میں پہنچا دیا۔ فرمایا ؎

بود موری ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد
دست بر پائی کبوتر زدو ناگاہ رسید

یہ ہے توفیق، اگر تمہیں توفیق بھی چاہیئے تو مالک کائنات کے علاوہ اللہ کی اور صفت پکارو اس کا نام ہے رحمٰن کے معنی یہ ہیں سارے اسباب اور سامان ہیں۔ مگر ان اسباب اور سامان کو استعمال کرنے کی توفیق یہ اس اللہ کا کام ہے جس کی صفت ہے رحمٰن۔ گویا تم دوسرے محکمے سے یہ کہہ رہے ہو اے اللہ ساز و سامان مہیا ہو گیا ـــ کام پورا ہو گیا ـــ مگر پورا نہیں ہوا ـــ کیوں ـــ ہر کام کی تو غرض ہوتی ہے۔ ہر کام کا ایک مقصد ہے۔ مکان بنایا کاہے کے لئے ـــ رہائش کے لئے۔ لیکن اگر شداد کی طرح اگر مکان بن کے تیار ہو جائے م رکھنا بھی نصیب نہ ہو تو فائدہ کیا ہوا؟

شدّاد نے جنت کے مقابلے میں باغ بنوایا تھا جب وہ تیار ہو گیا۔ افتتاح کرنے کے لئے آر ہے ایک قدم اندر رہے اور ایک باہر ہے۔ اللہ نے حکم دیا کہ اسی حالت میں اس کی روح قبض کی جائے۔

حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ پوچھیں گے۔ اے ملک الموت! تجھے کبھی کسی کی روح قبض کرتے ہوئے رحم بھی آیا۔ وہ کہے گا اے اللہ! مجھے دو مرتبہ رحم آیا ہے۔ ایک تو اس وقت رحم آیا جب کہ ایک کشتی طوفان میں ٹوٹ گئی۔ اس کشتی میں ایک عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوا تھا اور تختے کے اوپر وہ عورت اور بچہ بیٹھے ہوئے تھے۔ تختہ تیر رہا تھا۔ اور اللہ نے حکم دیا کہ اس عورت کی روح قبض کرے۔

ملک الموت کہیں گے اس وقت میرے دل میں یہ ترس پیدا ہوا کہ یہ ایک دن کا ہے اور کوئی ہے نہیں، ما اس کا سہارا ہے۔ ماں کی روح قبض کر لی جائے۔ اس بچہ کا انجام کیا ہو گا؟ ایک مجھے اس وقت ترس آیا۔ اور دوسرا ترس مجھے جب آیا جب ایک آدمی نے ساری عمر خرچ کر کے جنت کے مقابلے میں ایک باغ بنوایا ہے اور وہ شدّاد ہے۔ مگر جب وہ افتتاح کرنے کے لئے گیا تو اندر قدم رکھنے سے پہلے ہی حکم دیا گیا کہ اس کی روح قبض کر لی جائے۔ اس وقت بھی مجھے ترس آیا کہ اس نے کتنی کوششوں اور محنت سے یہ باغ بنوایا۔ باغ تو بن گیا۔ مگر اللہ کی طرف سے داخلے کی اجازت نہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تجھے دو پر رحم نہیں آیا ایک ہی پر آیا ہے۔ تجھے معلوم نہیں مگر ہمیں معلوم ہے یہ جو آگے چل کر شداد بنا ہے یہ وہی شخص ہے جس کی ماں کی روح قبض کر لی گئی تھی اور تختے کے اوپر یہ اکیلا رہ گیا تھا۔ اس کو دھوبیوں نے پالا۔ آگے چل کر یہ شداد بنا۔ تجھے ایک ہی آدمی پر رحم آیا ہے۔

تو میں یہ عرض کر رہا تھا، مکان بنایا رہائش کے لئے ـــــ حلوائی جلیبی بناتا ہے۔ سب سے پہلے اسے میدے کی ضرورت ہے۔ کڑاہی کی ضرورت ہے۔ گھی کی ضرورت ہے میٹھے کی ضرورت ہے۔ پھر بنا کے تھال میں رکھے ہوئے بیٹھا ہے۔ صبح سے لے کر شام ہو گئی۔ جلیبی تو بن گئی لیکن جلیبی بنانے کا آخر کوئی مقصد بھی تھا۔ گاہک آئے تو خریدے۔

یاد رکھئے ایک بڑے سے بڑا تاجر جو ہے سامان جمع کر سکتا ہے۔ دکان لے کے بیٹھ سکتا ہے۔ ڈیکوریشن کر سکتا ہے لیکن گذرنے والے کے دل میں خیال ڈالنا کہ وہ یہاں سے خریدے، آپ کے اختیار میں نہیں۔ خدا کے اختیار میں ہے اور یہ اللہ کی شانِ رزاقی ہے۔

ایک ہی سامان کی دکانیں ایک لائن میں ہیں اگر اللہ تعالیٰ صرف ایک ہی کے لئے ذہن میں ڈالیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک تو شام کو روٹی کھائے گا اور باقی سب فاقے سے مر جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کسی کے دل میں ڈالتے ہیں یہاں سے خریدیں کسی کے دل میں ڈالتے ہیں وہاں سے خریدیں۔ اور یہ اللہ کی شانِ رزاقی ہے جب شام کو دکان بند کر کے اٹھتے ہیں تو معلوم ہوا کہ سب کو اللہ نے روزی دی ہے۔

باقی صـ ۲۹ پر

مولانا مدرار اللہ مدرار نقشبندی

صنعت وحرفت رکھنے والے علماء کا علمی کردار

معروف صحافی اور بزرگ عالم دین مولانا مدرار اللہ مدرار نے مولانا عبدالقیوم حقانی کے سلسلۂ مضامین "مختلف پیشوں سے تعلق رکھنے والے اربابِ علم وفضل کا تذکرہ" (علامہ سمعانی سے ملاقات) پر اپنی ایک جامع اور نافع تحریر ارسال فرمائی ہے جس میں صنعت وحرفت کے مختلف پیشوں اور اپنے ہاتھ سے رزقِ حلال کمانے والے اکابر علماء ومشائخ کا تذکرہ وتبصرہ، رزقِ حلال اور اپنے ہاتھ سے کمانے کی ضرورت واہمیت پر روشنی ڈالی ہے افادۂ عام کے پیشِ نظر قارئین الحق کے پیشِ خدمت ہے! (ادارہ)

آپ کا گرامی نامہ چند روز قبل موصول ہوا تھا جب کہ میں زکام کی شدید تکلیف میں مبتلا تھا جس کے اثرات اب
ؤ ہیں۔ اس لئے با امرِ مجبوری ومعذوری فوری طور پر کچھ لکھنے سے قاصر رہا۔ آج اللہ تعالیٰ کی توفیق اور عنایت
ت لکھنے پر آمادہ ہوگئی ہے۔ بہرحال آپ کی یادآوری اور لطفِ نظر کا تہہ دل سے ممنون اور متشکر ہوں۔
ان میں آپ کی ملاقات سے از حد مسرور ہوا تھا۔ موقر "الحق" میں آپ جو لکھ رہے ہیں، بہت خوب لکھ رہے
ب الارشاد حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ العالی کی مجالس اور ملفوظات کو آپ جس انہماک سے قلم بند کر رہے
کے لئے آپ احباب اور قارئین کے شکریے کے مستحق ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے "الحق" میں مشہور محقق
انی کی تحقیقات کے حوالے سے پیشہ ور علماء کے علمی کردار پر جو سلسلۂ مضامین جاری کر رکھا ہے، وہ بھی
رہا ہے۔ اس قسم کے مضامین سے علم اور تعلیم کی قدر ومنزلت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب کہ موجودہ حالات

ہیں نوجوانانِ ملت میں تعلیم کو پھیلانے کی اشد ضرورت ہے۔ اور اس قسم کے مضامین کی اشاعت سے تعلیم کو قوم تمام طبقوں میں عام کرنے اور مقبولِ عوام بنانے میں بڑی مدد ملتی ہے۔

علامہ سمعانی وہ اہم شخصیت ہے جنہوں نے پیشہ ور علماء کو عوام سے متعارف کرانے کے موضوع پر بھی اپنی ایک کتاب "الانساب" میں کافی مواد جمع فرمایا۔ اور پیشہ ور علماء کے علمی کردار کو اجاگر کیا۔ پیشہ ادنیٰ ہو یا اعلیٰ سب اپنی جگہ پر انسانی تمدن کی بقا اور ترقی کے لئے ضروری ہے اس لئے علماء نے کسی پیشے کو اختیار کرنے میں کوئی باک محسوس نہیں کیا۔ بلکہ اسے تمدن و تہذیب کی ترقی اور پھلنے پھولنے کے لئے ضروری خیال کیا اور رزق حلال کے کیلئے اسے ایک نعمتِ الٰہی سمجھا۔ دوسری صدی ہجری میں مسلمانوں میں تعلیم اس قدر عام ہو گئی تھی کہ ادنیٰ سے پیشہ والے بھی تعلیم سے محروم نہیں رہتے تھے۔ یہاں تک کہ انہی پیشہ وروں میں ایسے ایسے صاحبِ کمال پیدا ہوئے جن کو آج ہم امام اور علامہ کے لقب سے پکارتے ہیں۔ مثلاً امام اعظم ابو حنیفہؒ بزاز تھے۔ اور کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ یہ ان کا آبائی پیشہ تھا۔ جس کو نہ صرف انہوں نے برقرار رکھا بلکہ اسے نمایاں ترقی دی یہاں تک کہ ان کا تجارتی کاروبار لاکھوں روپے تک پہنچا ہوا تھا۔ اور تقریباً ہر بڑے شہر میں ان کے گماشتے تھے۔ اور بڑے بڑے سوداگروں سے لین دین اور معاملہ رہتا تھا۔ لیکن اتنی وسیع تجارت کے باوجود امام کی احتیاط اور دیانت کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ دکان میں جو تھان آئے تھے اُن میں کچھ عیب تھا۔ اس نے نوکر کو ہدایت کی کہ تھان بیچتے وقت خریدار کو بتا دینا کہ ان میں عیب ہے۔ لیکن نوکر کو اس ہدایت کا خیال نہ رہا۔ اور تھان بیچ ڈالے۔ اور خریداروں کو عیب کی اطلاع نہ دی۔

جب امام صاحب کو معلوم ہوا تو نہایت افسوس کیا اور تھانوں کی قیمت جو تین ہزار درہم تھی سب خیرات کر دی۔

امام صاحب نادار طلباء کی مالی اعانت بھی کرتے۔ امام ابو یوسفؒ جو حضرت امام صاحب کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں ان کی معاشی حالت کمزور تھی۔ چنانچہ امام صاحب ان کی مالی اعانت فرماتے رہے اور وہ امام کی اعانت ہی سے انہوں نے علم کی تکمیل کی۔ اور یگانۂ روزگار ثابت ہوئے۔

اسی طرح شمس الائمہ حلوائی تھے مٹھائی بنانا اور بیچنا ان کا مشغلہ تھا۔ لیکن اسی کے ساتھ ساتھ انہوں نے علوم دین اور علم فقہ میں اتنی مہارت پیدا کی کہ آسمانِ فقاہت کے درخشندہ آفتاب ثابت ہوئے۔ اسی لئے علماء و فقہاء نے انہیں "شمس الائمہ" جیسے عظیم ترین لقب سے ملقب کیا۔

امام ابو جعفر کفن دوز تھے۔ علامہ قفال مروزی قفل ساز تھے۔ اسی طرح بڑے بڑے علماء۔ اولیاء۔ قضاۃ فقہا۔ مفسرین اور محدثین کے ناموں کے ساتھ غزالی یعنی سوت کاتنے والا۔ بنا یعنی معمار۔ خلال یعنی سرکہ

۔ے والا۔ وراق یعنی جلدساز۔ لبان یعنی شیرفروش۔ نجار یعنی بڑھئی۔ اور قدوری یعنی ہانڈیاں بنانے والا الفاظ دیکھتے ہیں۔ یہ سارے الفاظ مختلف پیشوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ جن کو اپنے ناموں کے ساتھ لگاتے ہیں ہمارے جلیل القدر علماء نے کبھی اپنی ہتک نہیں سمجھی۔

خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے رفقاء اور صحابہ کرام رض کی زندگیاں اس حقیقت پر گواہ ہیں کہ کسب کے لئے پیشے صرف جائز ہی نہیں بلکہ ضروری بھی ہیں۔ اور فقط ضروری نہیں بلکہ عین عبادت ہیں۔ بیکاری عبادت نہیں۔ مفت خوری کوئی نیکی نہیں۔ اور پیشہ کوئی بھی ذلیل نہیں۔ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ حضرت صدیق رض کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اینٹیں تھاپنے اور رہٹ چلانے کا کام کیا اسی طرح حضرت عثمان ذوالنورین رض۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رض۔ حضرت طلحہ رض اور حضرت زبیر رض وغیرہم کاروبار کرتے رہے اور یہ سب حضرات عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔

صنعت اور ہنر قرآن کی نظر میں | انسانی تمدن کو جن صنعتوں اور ہنرمندیوں کی ضرورت ہے ان میں بعض قرآن حکیم میں کیا گیا ہے۔ دنیا میں سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی بنائی تھی۔ جس کے بنانے میں سال صرف ہوئے تھے۔ طوفانِ نوح سے مومنوں کو بچانے کے لئے انہوں نے بامرِ خداوندی یہ کشتی بنائی تھی نوح علیہ السلام کو حکم ہوا۔

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا۔	اور بنا کشتی ہماری نگرانی میں اور ہمارے
(سورۃ ھود ۳۷)	حکم سے۔

یہ کشتی ایک بڑا جہاز تھا۔ جس میں الگ الگ درجے تھے۔ حیوانات کے جوڑوں یعنی نر و مادہ کے لئے درجہ تھا۔ اور کم و بیش اسی مسلمانوں کے لئے الگ درجہ بنایا گیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نوح علیہ السلام نے ... کا کام کیا۔ اور یہ کام انہوں نے حکم خداوندی اور اعلام ربانی سے سرانجام دیا۔

اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کو زرہیں بنانے کی صنعت سکھائی تھی۔ اور یہ ایک صنعت تھی جو جنگ ... دشمن فوج کے حرب و ضرب سے مسلمانوں کی فوج کی حفاظت کا کام دیتی تھی۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے۔

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ۝	یعنی ہم نے داؤد کو زرہیں بنانے کی صنعت سکھائی تھی تاکہ بچاؤ ہو تم کو تمہاری لڑائی میں
(الانبیاء ۸۰)	سو کیا تم شکر کرتے ہو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ داؤد علیہ السلام کو لوہار کا کام سکھایا گیا تھا۔ حق تعالیٰ نے ان کے ہاتھ میں لوہا ... تھا۔ اسے موڑ کر نہایت ہلکی، مضبوط اور جدید قسم کی زرہیں تیار کرتے تھے جو لڑائی میں کام دیں۔

صنعت وحرفت احادیث کی روشنی میں

احادیث نبوی میں صنعت وحرفت اور کسب معاش کی بڑی فضیلت اہمیت بیان کی گئی ہے۔ ذیل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات پیش کیے جاتے ہیں:-

۱۔ حضرت مقدام بن معدیکرب ایک ارشاد نبوی یوں بیان کرتے ہیں:-

مَا اَکَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَیْرًا مِنْ اِنْ یَاکُلَ مِنْ عَمَلِ یَدَیْہِ وَ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ دَاوٗدَ یَاکُلُ مِنْ عَمَلِ یَدَیْہِ

(رواہ البخاری)

جو کھانا انسان اپنے ہاتھوں سے کام کر کے کھائے اس سے بہتر کوئی کھانا نہیں اور اللہ کے نبی داؤد (علیہ السلام) اپنے ہاتھوں کی کمائی سے کھاتے تھے۔

۲۔ حضرت عائشہؓ حضورؐ کا ایک ارشاد اس طرح بیان کرتی ہیں۔

اِنَّ اَطْیَبَ مَا اَکَلْتُمْ مِنْ کَسْبِکُمْ

(رواہ ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ ونسائی)

بہترین کھانا وہ ہے جو تم اپنے کسب سے کماؤ۔

۳۔ یہی مضمون حضرت رافع بن خدیجؓ سے یوں مروی ہے۔

قِیلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْکَسْبِ اَطْیَبُ قَالَ عَمَلُ الرَّجُلِ بِیَدِہٖ وَ کُلُّ بَیْعٍ مَبْرُوْرٍ (رواہ احمد و لبزار والطبرانی الکبیر الاوسط)

پوچھا گیا یا رسول اللہ کونسا کسب سب سے زیادہ پاکیزہ ہے؟

فرمایا۔ ایک تو اپنی محنت کی کمائی اور دوسرے ہر ایماندارانہ اور دیانت دارانہ تجارت

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ

(رواہ الجرانی فی الکبیر والاوسط)

اللہ تعالیٰ حرفت والے مومن کو دوست رکھتا ہے۔

حدیث میں "محترف" کا لفظ آیا ہے جو اسم فاعل ہے اور جس کا مادہ "حرفت" ہے لغت عربی میں" سے مراد پیشہ۔ کاروبار اور شغل ہے جس سے روزی ہاتھ آئے۔ اس لفظ میں ہر قسم کے جائز پیشے داخل ہیں۔

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ روایت کرتے ہیں:-

کَانَ زَکَرِیَّا نَجَّارًا

(رواہ مسلم)

حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے۔

۶۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے۔

مَنْ اَمْسٰی کَالًّا مِنْ عَمَلِ یَدَیْهِ اَمْسٰی مَغْفُوْرًا لَهٗ (رواہ الطبرانی فی الاوسط)

جو دن بھر کی محنت کے بعد تھکا ماندہ رات گذارے۔ اس کی وہ رات مغفرت میں گذرے گی۔

حضرت ابوہریرہ کسب معاش کے متعلق ایک ارشادِ نبوی یوں روایت کرتے ہیں۔

مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَغْرِسُ غَرْسًا اَوْ یَزْرَعُ زَرْعًا فَیَاْکُلُ مِنْهُ طَیْرٌ اَوْ اِنْسَانٌ اَوْ بَهِیْمَةٌ اِلَّا کَانَ لَهٗ بِهٖ صَدَقَةٌ (بخاری مسلم و ترمذی)

جو مسلمان کوئی درخت لگائے یا کھیتی اگائے اور اس میں سے کوئی پرندہ، انسان یا چوپایہ کچھ کھائے تو یہ بھی اس کے لئے صدقہ بن جاتا ہے۔

حضرت حسن بن علیؓ سے اسی مضمون پر مشتمل ایک ارشادِ نبویؐ مروی ہے۔

اَلنَّخْلُ وَ الشَّجَرُ بَرَکَةٌ عَلٰی اَهْلِهٖ وَ عَلٰی عَقِبِهِمْ بَعْدَهُمْ اِذَا کَانُوْا لِلّٰهِ شَاکِرِیْنَ ٥ (رواہ الطبرانی فی الکبیر)

کھجور اور دوسرے درخت بونے والے کے موجودہ اہل و عیال کے لئے بھی باعث برکت ہیں اور بعد میں آنے والی نسل کے لئے بھی۔ بشرطیکہ وہ شکر الٰہی کرتے ہیں۔

حضرت ابوسعیدؓ سے تجارت کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حسب ذیل ارشاد مروی ہے۔

اَلتَّاجِرُ الْاَمِیْنُ الصَّدُوْقُ مَعَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ (رواہ الترمذی)

امانت دار اور سچے تاجر کا حشر نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہو گا۔

صحابہ کرامؓ نے مسجد نبویؐ کے لئے کچی اینٹیں تیار کیں۔ حضرموت کا ایک شخص بڑی عمدگی سے مٹی گوندھ رہا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کام دیکھ کر فرمایا۔

رَحِمَ اللّٰهُ امْرَاءً حَسَّنَ صَنْعَةً وَ قَالَ لَهٗ اَلْزِمْ اَنْتَ هٰذَا الشُّغْلَ فَاِنِّیْ اَرَاکَ تُحْسِنُهٗ (رواہ ابن ماجہ)

خدا اس پر رحمت نازل فرمائے جو کسی صنعت میں کمال پیدا کرے پھر اس شخص سے فرمایا تم اسی کام میں لگے رہو کیونکہ مجھے نظر آتا ہے کہ تم اسے عمدگی سے کرتے ہو۔

ایک صحابی حضرت جابرؓ نے حضورؐ سے مصافحہ کیا تو ان کی ہتھیلی کچھ کھردری اور داغدار نظر آئی۔ حضورؐ نے پوچھا یہ داغ کیسے ہیں؟ عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں نعل بندی کا کام کرتا ہوں اور اسی سے اپنے بال بچوں کا

پیٹ پالتا ہوں۔ یہ سن کر حضورؐ نے ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور فرمایا

هٰذِهٖ يَدٌ لَا تَمَسُّهَا النَّارُ (اسد الغابہ) یہ وہ ہاتھ ہے جسے آگ نہیں چھو سکتی۔

احادیث مبارکہ مندرجہ بالا کی روشنی میں صنعت وحرفت۔ دستکاری۔ کھیتی۔ شجر کاری۔ تجارت او معاش کے تمام جائز ذرائع اور پیشوں کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے اور انہی ذرائع کو خیر۔ پاکیزہ۔ خدا کا پسند ذریعۂ مغفرت۔ صدقہ۔ باعثِ برکت اور پھر انبیاء وصدیقین وشہداء کی رفاقت کا سبب بتایا گیا ہے۔ ا کسبِ معاش کے لئے جو پیشے اور ذرائع استعمال کئے جائیں بشرطیکہ وہ حلال ہوں اور حرام طریقوں سے بچایا تو وہ مستحسن محمود اور پسندیدہ ہیں۔

امام غزالی اور پیشے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تو تمدن کی بقاء وترقی اور انسانی ضرورتوں کو اتنی اہ دی ہے کہ ان کی خاطر مختلف صنعتوں اور پیشوں کو فرض کفایہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ احیاء العلوم میں لکھتے

اما فرض الكفاية فهو كل علم لا يستغنى عنه فى قوام امور الدنيا كالطب اذهو ضرورى فى حاجة الابدان وكالحساب فانه ضرورى فى المعاملات وقسمة المواريث

یعنی فرض کفایہ وہ علم ہے جس کے بغیر دنیاوی ضرورتیں انجام نہ پا سکتی ہوں۔ مثلاً طب۔ کیونکہ بقاء کے لئے وہ ضروری ہے۔ یا حساب کیونکہ معاملات اور ترکہ کی تقسیم میں اس کی ضرورت پڑتی ہے۔

اس کے بعد امام موصوف لکھتے ہیں۔

ولا يتعجب من قولنا ان الطب والحساب من فروض الكفاية وان اصول الصناعات ايضاً من فروض الكفايات كالفلاحة والحياكة والسياسة بل الحجامة والخياطة

یعنی ہمارے اس قول پر کہ طب وحساب فرض کفایہ ہے تعجب نہ کرنا چاہیئے بلکہ صنعتی علوم بھی فرض ہیں۔ مثلاً کاشتکاری۔ جولاہا پن۔ سائیسی بلکہ حجامت اور درزی گری بھی۔

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں مولانا عبدالقیوم حقانی کے اس سلسلۂ مضامین کی اہمیت بخوبی اجاگر ہو ہے جو انہوں نے موقر "الحق" میں علامہ سمعانی کی تحقیقات کے حوالے سے پیشہ ور علماء کے علمی کردار پر شائع ہے۔ اس سے ہمارے معاشرہ کے وہ اوہام رد ہو جاتے ہیں جو انہوں نے مختلف پیشوں کے کمینہ پن کے متع کئے ہیں۔ پیشوں کا نسب سے کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ ان سے قومیں بنتی ہیں۔ یہ مغربی تہذیب کے لائے ہوئے ن ہیں کہ قومیتیں اوطان اور نسل ونسب سے بنتی ہیں۔ اسلام کے نزدیک قومیت کی اساس اسلام ہے جن مختل قوموں میں وجہہ جامعیت اور ما بہ الاشتراک اسلام ہو وہ سب ایک قوم اور امت واحدہ ہے۔ اور ان سب حقوق برابر ہیں۔ قرآن حکیم کی یہ آیت اس حقیقت پر دال ہے کہ:-

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ فَمِنْکُمْ کَافِرٌ وَّ مِنْکُمْ مُّؤْمِنٌ ط (التغابن ۲)

اللہ وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا، پھر بعض تم میں سے کافر ہیں اور بعض مومن۔

اور اسی لئے کہا گیا ہے کہ

" اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ "

کفر ایک ملت ہے۔ اسی طرح مسلمان ایک ملت اور ایک امت ہیں۔ اس سلسلے میں علامہ اقبال کیا خوب فرما گئے ہیں ؎

کسی کہ پنجہ زد ملک و نسب را | نداند نکتۂ دینِ عرب را
اگر قوم از وطن بودے محمدؐ | نداد ے دعوتِ دین بو لہب را

بقیہ: درس قرآن

معلوم ہوا کہ تیسری منزل یہ ہے کہ جس مقصد کے لئے یہ کام کیا گیا ہے وہ مقصد بھی حاصل ہو۔ اگر ہاتھ کے ہاتھ جلیبی بک گئی ۔۔۔ آپ کہیں گے سامان بھی اللہ نے دیا ہے۔ توفیق بھی اللہ نے بنانے کی دی اور جو مقصد تھا وہ بھی اللہ نے پورا کر دیا۔

اب آپ سمجھ گئے کہ دراصل کام کی تکمیل جب ہوتی ہے کہ جب ان تین منزلوں سے گذر جائیں ایک سامان اور اسباب موجود ہو اس کے استعمال کی توفیق ہو۔ اور تیسرے یہ کہ جس مقصد اور غرض کے لئے یہ کام کیا گیا ہے وہ بھی حاصل ہو، اسی لئے فرمایا۔

اللہ کے تین نام پکار کر کام کرو جس کا مطلب یہ ہے۔ خالق اسباب بھی اللہ ہے توفیق دینے والا بھی اللہ ہے اور جس مقصد کے لئے یہ کام کیا گیا ہے اس مقصد کو پورا کرنا بھی خدا کا کام ہے ۔۔۔ ایک کے لئے لفظ اللہ استعمال کرو۔ دوسرے کے لئے لفظ رحمٰن استعمال کرو۔ تیسرے کے لئے لفظ رحیم استعمال کرو۔

اب معلوم یہ ہوا کہ واقعی دنیا کا کوئی کام نہیں ہو سکتا جب تک کہ ایک انسان ان تین مکموں سے نہ گذرے اور تین منزلوں سے اپنے آپ کو نہ گذارے۔ اسلام کی تعلیمات کتنی حکیمانہ ہے۔ تو میں نے یہ بات اس لئے عرض کی کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ قرآن کریم کی ایک آیت ہے "آیۃ رحمت" کہلاتی ہے اور آیت رحمت ہمارے اور آپ سے چھوٹتی چلی جا رہی ہے۔ جب کوئی کام کرو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھو۔ بچوں کو بتاؤ۔ اس سے اپنے کام کی ابتداء اور آغاز کرو۔ اس لئے میں نے ایک آیت بطور درس کے پیش کی۔ اللہ ہمیں اور آپ کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
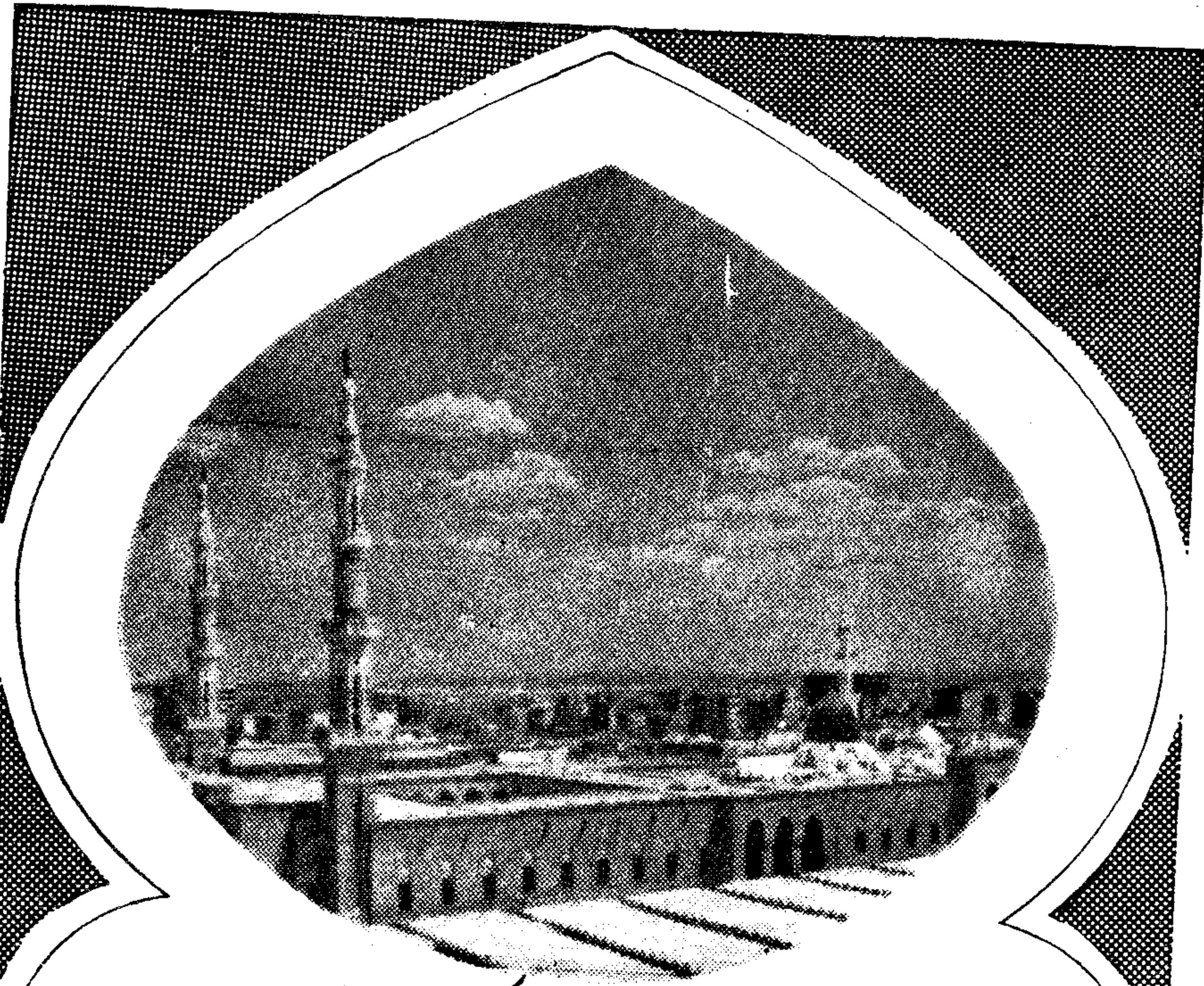
اُس کے ماتھے کا پسینہ خشک ہونے بھی نہ پائے
آپ محنت کا صلہ دے دیجئے مزدور کو
کاش ہر آجر کے ہو پیشِ نظر قولِ رسولؐ
حرفِ آخر مان لے دنیا اسی دستور کو
ہو رسولؐ اللہ کا کردار اگر خضرِ حیات
خود ہی آدابِ حیات آجائیں گے جمہور کو
PAKISTAN TOBACCO
PTC
COMPANY LIMITED

تعارف وتلخیص:-
حکیم الطاف احمد صاحب اعظمی (علیگ)

قسط ۲

طب نبوی پر علامہ سیوطی کا ایک مخطوطہ

۱۵۔ ثوم (لہسن) اس سے متعلق ایک روایت ہے جس میں لہسن کو کھانا پکانے کے علاوہ کسی دوسری شکل میں بطور غذا استعمال کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ (رواہ الترمذی) لیکن یہ روایت ضعیف الاسناد ہے۔ ایک دوسری روایت میں کھانے کی اجازت دی گئی ہے لیکن کھا کر مسجد میں آنے سے منع کیا گیا ہے (رواہ ابن السنی)

۱۰۔ ثرید۔ (شوربے میں بھگوئے ہوئے روٹی کے ٹکڑے) اس کے متعلق تین روایتیں ہیں۔ جن میں دوسرے کھانوں پر ثرید کو فضیلت دی گئی ہے۔ کھانے کی یہ قسم آنحضورؐ کو بے حد مرغوب تھی (رواہ الحاکم)

۱۱۔ ثفا (اسپنددانہ) اس سے متعلق ایک روایت ہے جس میں اسپنددانہ کو امراض میں مفید بتایا گیا ہے۔ (رواہ ابن السنی)

۱۰۔ جوز الھند (اخروٹ) اس سے متعلق ایک روایت ہے۔ طبی افعال وخواص کا کوئی ذکر نہیں۔

۱۱۔ الحبۃ السوداء (شونیز یا کلونجی) اس سے متعلق تین روایتیں ہیں۔ جن میں موت کے علاوہ اسے ہر بیماری میں مفید بتایا گیا ہے (رواہ البخاری ومسلم)

۱۰۔ حلوا (شیرینی) اس سے متعلق تین روایتیں ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ آنحضورؐ کو شیرینی بہت زیادہ پسند تھی۔

۱؎ ریاح اور ورم کو تحلیل کرتا ہے معدے کی رطوبات کو خشک کرتا ہے۔ مدر حیض وبول ہے آواز وحلق کو صاف کرتا ہے لقوہ، رعشہ اور فالج میں مفید ہے۔ مقوی باہ ہے اس کے جوشاندہ سے سر دھونا جوؤں اور لیکھوں کو مارتا ہے

۲؎ بہت لطیف ہے طبعیت کو نرم کرتا ہے اور ردی مادہ کو تحلیل کرتا ہے مقوی باہ ہے تخمہ میں مفید ہے۔ مقوی اعضا بازمہ ہے مغز بہیاں کھانسی میں مفید ہے۔ معدہ کے کیڑوں کو نکالتا ہے اور زحیر میں نافع ہے!

۲۱۔ حُلبہ[1] (میتھی) اس سے متعلق تین روایتیں ہیں۔ پہلی روایت میں آنحضورؐ کا ارشادِ گرامی ہے کہ
" اگر میری امت کو معلوم ہوتا کہ حلبہ میں کیا فوائد مضمر ہیں تو اس کے مساوی سونا دے کر بھی اسے خریدتی "
(رواہ الطبرانی وفیہ سلمان بن سلمی الجنیاری متروک)
۲۲۔ حنّا[2] (مہندی) اس سے متعلق پانچ روایتیں ہیں۔ ایک روایت میں حنا کو قرحہ میں مفید بتایا گیا ہے۔
(رواہ الترمذی) ایک دوسری روایت میں حنا کو دافع صداع بتایا گیا ہے (رواہ البزار عن ابی ہریرہ)
۲۳۔ حوک (جنگلی تلسی) اس سے متعلق ایک روایت ہے طبی افعال و خواص کا کوئی ذکر نہیں۔
۲۴۔ خل[3] (سرکہ) اس سے متعلق دو روایتیں ہیں جن میں سرکہ کو بہترین سالن بتایا گیا ہے طبی افعال و خواص کا کوئی ذکر نہیں۔ (رواہ مسلم)
۲۵۔ دُبّا (لوکی) اس سے متعلق تین روایتیں ہیں طبی افعال و خواص کا کوئی ذکر نہیں۔ ایک روایت میں ہے، کہ آنحضور کو لوکی مرغوب تھی (رواہ مسلم)
۲۶۔ ذریرہ۔ اس سے متعلق دو روایتیں ہیں طبی افعال و خواص کا کوئی ذکر نہیں (رواہ الصحیحان)
۲۷۔ ذباب[4] (مکھی) اس سے متعلق دو روایتیں ہیں۔ ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر تمہارے مشروب میں مکھی گر جائے تو اسے ڈبو کر پھینک دو اس لئے کہ اس کے ایک پر میں دوا اور دوسرے میں شفا ہے۔
(رواہ البخاری)

---

[1] نفخ شکم، درد شکم، دست، بدہضمی، ضعف اشتہا، پرانی کھانسی، استسقاء، طحال اور جگر کے ورم وعظم میں) مفید ہے۔ سر پر لگانے سے یہ بالوں کو اگاتا اور گرنے سے بچاتا ہے۔ تخم پیس کر متورم حصوں پر لگانے سے ورم تحلیل ہوتا ہے۔ اس کے پتوں کی پولٹس اور اندرونی و بیرونی ورم اور جلنے میں مفید ہے (انڈین میٹریا میڈیکا - ڈاکٹر کے - ایم ندکرنی - ج ۱ صہ ۱۲۴۰)

[2] مصفی خون ہے جلدی بیماریوں اور آتشک میں مفید ہے۔ پیشاب کے راستہ مثانہ کے زخم اور رحم کی بیماریوں میں مفید ہے گردہ و مثانہ کی پتھری کو توڑتی ہے۔ دشواری میں پیشاب آنے میں نافع ہے۔ اس کے جوشاندہ کی کلی منہ آنے میں مفید ہے۔ اس کا لیپ ورم اور آبلہ کی سوزش کو دور کرتا ہے۔ کپڑوں میں اس کا پھول رکھنے سے کیڑا نہیں لگتا۔

[3] قابض اور مجفف رطوبات ہے۔ ہاضم مشتہی اور مقوی باہ ہے۔

[4] محلل، جاذب، مقوی اور میسر ولادت ہے۔

۲۱۔ رِجلہ[1] (خرفہ کا ساگ) اس سے متعلق ایک روایت ہے جس میں رجلہ کو قرحہ کے علاوہ بہت سی بیماریوں میں مفید بتایا گیا ہے (رواہ الحارث ابن ابی اسامۃ فی مسندہ)

۲۲۔ رُمان[2] (انار) اس کے متعلق دو روایتیں ہیں۔ آخری دو مرسل روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ آنحضورؐ نے ریحان اور انار کی لکڑی سے خلال کرنے کو منع کیا ہے۔ اس لئے کہ یہ محرک عرق الجذام ہے۔ (رواہ ابونعیم)

۲۳۔ رطب[3] (تازہ کھجور) اس سے متعلق ۶ روایتیں ہیں جن میں رطب کو کھجور کی دوسری اقسام سے افضل بتایا گیا ہے۔ طبی افعال وخواص کا کوئی ذکر نہیں (روی عن البزار وغیرہ)

۲۴۔ ریحان۔ اس سے متعلق تین روایتیں ہیں جن میں اس خوشبودار پودے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ طبی افعال وخواص کا کوئی ذکر نہیں (رواہ مسلم وغیرہ)

۲۵۔ زبیب۔ اس میں دو روایتیں ہیں پہلی روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ زبیب پٹھوں کو قوی بناتا ہے اور بیماری کو دفع کرتا ہے۔ جوشش غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ اور منہ کی بدبو کو زائل کرتا ہے۔ دافع بلغم اور مصفی خون ہے۔ جسم کے رنگ کو نکھارتا ہے۔ (رواہ ابن السنی وفیہ سعد بن زیاد بن قائد مجہول)

۲۶۔ زیت[4] و زیتون[5]۔ (روغن زیتون) اس میں چار روایتیں ہیں۔ پہلی روایت میں زیتون کو بطور غذا استعمال کرنے اور جسم پر اس کے تیل کی مالش کی ہدایت کی گئی ہے۔ کیونکہ یہ ایک مبارک درخت سے نکلتا ہے۔ (رواہ الترمذی) ایک دوسری روایت میں اسے نافع بواسیر بتایا گیا ہے۔ (رواہ ابن السنی) اس کے علاوہ زیتون کی مسواک کو سب سے عمدہ مسواک قرار دیا گیا ہے (رواہ الطبرانی)

۲۷۔ سویق (ستو) ایک روایت ہے جس میں حضرت عمر فاروقؓ سے مروی ہے کہ ستو ولادت کے بعد درد کو نافع کرتا ہے (رواہ ابن السنی)

۲۸۔ سفرجل[6] (بہی) اس سے متعلق ۴ روایتیں ہیں۔ ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے۔ سفرجل قلب کو قوی اور نفس کو طیب بناتا ہے اور ثقل کو دور کرتا ہے (رواہ النسائی)

---

[1] خون اور صفراء کی حدت کو تسکین دیتا ہے۔ سوزش معدہ وجگر میں نافع ہے۔ حدت مثانہ میں بھی مفید ہے اور پیاس کو بجھاتا ہے [2] مولد خون صالح الکیموس، جالی ملین بطن وسینہ قلیل الغذا، مدر بول۔ مقوی جگر و اعضاء رئیسہ۔ اس کا ارق مع پوست کے دستوں کو بند کرتا ہے اس کا جلا ہوا پوست کھانسی میں مفید ہے [3] مقوی باہ مسمن بدن مقوی گردہ و کمر اور ملین طبع ہے [4] مسہل، عرق النسا اور دیگر دردوں میں مفید ہے [5] بدن میں گرمی پیدا کرتا ہے۔ مدر بول ہے پتھری کو توڑتا ہے مقوی اعضاء ہے معرق ہے [6] مفرح، مقوی دل و دماغ اور معدہ۔

۳۶۔ سَنَا وسَنُوت۔ اس سے متعلق ۳ روایتیں ہیں جن میں بیان کیا گیا ہے کہ سَنا اور سنوت موت کے علاوہ ہر بیماری میں نافع ہیں۔ (رواہ ابن ماجہ والحاکم)

۳۷۔ صعتر (پہاڑی پودینہ) ایک روایت ہے جس میں آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ اپنے گھروں میں لوبان اور صعتر کی دھونی دیا کرو (رواہ ابن السنی)

۳۸۔ سِمسِم (تل) ایک روایت ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تل کو بطور سعوط استعمال فرماتے تھے (رواہ اسحاق ابن راہویہ فی مسندہ)

۳۹۔ سُمن (گھی) ایک مرفوع روایت ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ گائے کے دودھ اور اس کے گھی میں دوا اور اس کے گوشت میں بیماری ہے (رواہ ابن جریر)

۴۰۔ سواک (مسواک) اس کے متعلق ۶ روایتیں ہیں جس میں مسواک کرنے کی فضیلت اور اس کے فوائد بیان کئے گئے ہیں۔ مثلاً آنحضورؐ نے فرمایا ہے ''مسواک ضرور کیا کرو کیونکہ یہ منہ کو صاف کرتی ہے۔ بصارت کو جلا دیتی ہے۔ مسوڑھوں کو مضبوط بناتی ہے۔ معدے کی اصلاح کرتی ہے۔ اور بلغم کو دور کرتی ہے (رواہ البیہقی عن ابن عباسؓ)

۴۱۔ صبر (ایلوا) اس سے متعلق دو روایتیں ہیں۔ جن میں بیان کیا گیا ہے کہ صبر میں شفا ہے (رواہ ابوداؤد)

۴۲۔ طین (مٹی) اس سے متعلق دو مرفوع روایتیں ہیں۔ طبی افعال وخواص کا کوئی ذکر نہیں۔

۴۳۔ ظفر (ناخون) ایک روایت ہے طبی افعال وخواص کا کوئی ذکر نہیں۔

۴۴۔ عسل (شہد) اس سے متعلق ۸ روایتیں ہیں۔ جن میں شہد کی فضیلت اور اس کے طبی فوائد بیان کئے گئے ہیں۔ ایک روایت میں آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ تین چیزوں میں شفا ہے۔ پچھنے لگانا، شہد پینا اور آگ سے داغنا۔ لیکن میں داغنے کی ممانعت کرتا ہوں۔

عہد نبویؐ میں صحابہ کرامؓ پھوڑوں اور زخموں کا علاج شہد ہی سے کیا کرتے تھے (رواہ البخاری عن ابن عباسؓ)

---

[1] مادہ بلغمی وسوداوی وصفراوی کو بیراہ دست خارج کرتی ہے۔ دماغ کو نزلہ وزکام سے پاک کرتی ہے۔ وجع قولنج۔ نقرس اور خشک وتر خارش میں مفید ہے۔ [2] صالح الکیموس۔ مفتح سدد۔ مسمن بدن مقوی باہ، محلل اورام۔ مولد ومفرط لبن ومنی اور مدر حیض ہے۔ خشونت حلق میں مفید ہے۔ اس کے پھول آنکھ کے ناخونہ میں مجرب ہیں

[3] طبیعت کو نرم اور مادہ کو معتدل القوام کرتا ہے۔ مسمن بدن اور مقوی اعضا ہے۔ مفتح سدد ہے۔ سینے کی کھڑکھڑاہٹ اور حلق کی خشکی رفع کرتا ہے۔

[4] جالی۔ مفتح۔ مزیل استرخا واستسقا ویرقان، مقوی باہ۔

۴۵۔ **عجوہ**[1]۔ اس سے متعلق ۶ روایتیں ہیں۔ آنحضورؐ کو کھجور کی یہ قسم بہت زیادہ پسند تھی۔ روایتوں میں عجوہ کو زہروں کا تریاق بتایا گیا ہے (رواہ البخاری عن سعد بن ابی وقاص)

ایک روایت میں ہے کہ کمۂ از قسم من (وسلویٰ) ہے اس کا پانی آشوب چشم میں مفید ہے اور عجوہ جنت کے درختوں میں سے ہے اور یہ زہر کے لئے تریاق ہے (رواہ ابن ماجہ عن جابرؓ)

۴۶۔ **العود الھندی**[2] (اگر) اس سے متعلق دو روایتیں ہیں۔ پہلی روایت میں آنحضورؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ عود ہندی سات بیماریوں کی دوا ہے جن میں ذات الجنب بھی ہے۔ عذرۃ میں بطور سعوط اور ذات الجنب میں براہ دہن اس کا استعمال مفید ہے۔ (رواہ الشیخان)

۴۷۔ **عنبر**[3] (زعفران) ایک روایت ہے طبی افعال وخواص کا کوئی ذکر نہیں۔

۴۸۔ **عنب**[4] (انگور) اس میں دو روایتیں ہیں طبی افعال وخواص کا کوئی ذکر نہیں۔

۴۹۔ **عدس**[5] (مسور) ایک روایت ہے اور موضوع ہے۔

۵۰۔ **فاغیہ** (حنا کی کلی) اس میں دو روایتیں ہیں جن میں مہندی کے پھول کو سید الریحان کہا گیا ہے طبی افعال و خواص کا کوئی ذکر نہیں۔ (رواہ البیہقی)

۵۱۔ **قثاء**[6] (ککڑی) ایک روایت میں ہے کہ ککڑی آنحضورؐ کو پسند تھی (رواہ الترمذی فی الشمائل)

۵۲۔ **قرع**[7] - کدو) ایک مرفوع روایت ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ کدو مقوی دماغ ہے (رواہ الطبرانی)

---

[1] مدینہ کی ایک عمدہ کھجور ہے [2] مفرح، ملطف، مفتح، مقوی اعضاء رئیسہ ومعدہ وگردہ۔

[3] حافظ ارواح، مفرح ومقوی حواس خمسہ اور محرک شہوت ہے۔ عمر رسیدہ لوگوں کے لئے بے حد مفید ہے دماغی وقلبی امراض میں نافع ہے۔ دافع خفقان اور مقوی باہ وملذذ ہے [4] زود ہضم اور سریع النفوذ ہے۔ کثیر الغذا اور مولد خون صالح ہے۔ مسمن بدن اور مصفی لون ہے۔ اگر خطمی کے ہمراہ نیم گرم ورم پر لگائیں تو جلد کے ورم پر لگائیں تو جلد کے ورم کو تحلیل کر دیتا ہے [5] مولد سودا ہے۔ جوشش خون کو تسکین دیتی ہے مغلظ خون ہے۔ نفاخ اور دیر ہضم ہے۔ مدر حیض ہے اس کا غرغرہ گلے کے درد اور منہ آنے میں مفید ہے اس کا زیادہ کھانا مظلم بصر ہے اور مالیخولیا پیدا کرتا ہے۔

[6] جالی ہے۔ پیاس وگرمی اور حدت صفرا وخون کو تسکین دیتی ہے۔ پیشاب خوب لاتی ہے۔ ریاح اور قولنج پیدا کرتی ہے ریگ مثانہ میں مفید ہے [7] مولد خلط صالح۔ قلیل الغذا، ملین شکم۔ مدر بول اور مفتح سدد ہے۔ گرمی کے بخاروں میں مفید ہے۔ صفراوی اور گرم مزاجوں کے لئے نافع ہے۔ مریضان دق کے لئے بہترین غذا ہے۔ اس کا خشک پوست پینا بواسیر اور نفث الدم میں نافع ہے۔

۵۳۔ قصب السکر (گنا) ایک روایت ہے اور ضعیف الاسناد ہے۔

۵۴۔ کافور۔ ایک روایت ہے طبی افعال و خواص کا کوئی ذکر نہیں۔

۵۵۔ کباث۔ ایک روایت ہے۔ طبی افعال و خواص کا کوئی ذکر نہیں۔

۵۶۔ کتم[1]۔ ایک روایت ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ عہد نبوی میں کتم اور حنا کو بطور خضاب استعمال کیا جاتا تھا۔ طبی افعال و خواص کا کوئی ذکر نہیں۔

۵۷۔ کماۃ[2] (کھمبی) اس سے متعلق تین روایتیں ہیں اس کے طبی فوائد کا ذکر اوپر کی سطروں میں ہو چکا ہے۔

۵۸۔ کرفس[3] (اجمود) ایک روایت ہے جس میں بیان کیا گیا ہے یہ مانع دم استحاضہ ہے (رواہ ابن السنی)

۵۹۔ لبن[4] (دودھ) اس سے متعلق چھ روایتیں ہیں جن میں دودھ پینے کے آداب بیان کئے گئے ہیں۔ ایک روایت میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اونٹ کے دودھ اور اس کے پیشاب میں شفا ہے۔ اور یہی بات گائے کے دودھ اور گھی میں ہے۔ لیکن اس کے گوشت میں بیماری ہے (رواہ احمد فی مسندہ و رواہ الحاکم)

۶۰۔ لحم (گوشت) اس سے متعلق ۱۱ روایتیں ہیں جن میں بیان کیا گیا ہے کہ گوشت سب سے افضل غذا ہے۔ (رواہ البیہقی فی الشعب)

۶۱۔ لبان[5] (کندر) اس سے متعلق چار روایتیں ہیں۔ جن میں بیان کیا گیا ہے کہ کندر دافع نسیان اور مقوی قلب ہے (رواہ ابن السنی)

۶۲۔ ماء[6] (پانی) اس میں دو روایتیں ہیں جن میں پانی کو دافع حمیٰ بتایا گیا ہے۔

۶۳۔ ماء زمزم۔ اس سے متعلق تین روایتیں ہیں۔ جن میں بیان کیا گیا ہے کہ آب زمزم میں تمام بیماریوں کی دوا ہے (رواہ الدارقطنی والحاکم)

---

[1] برگ نیل جس سے خضاب کیا جاتا ہے۔ [2] اس کا پانی آشوب چشم میں مفید ہے [3] جگر اور طحال کے سدوں کو کھولتا ہے۔ ہاضم غذا، کاسر ریاح اور مفتت حصاۃ ہے پتھری کو ریزہ ریزہ کر کے نکالتا ہے (مقدار خوراک ۶ ماشہ) محرک باہ و اشتہا ہے۔ اس کی جڑ بلغمی امراض میں مفید ہے۔ استسقاء میں بے حد نافع ہے۔ مدر بول و حیض ہے۔ [4] گائے کا دودھ کثیر الغذا، سریع الہضم ہے۔ منی پیدا کرتا ہے، مقوی اعضاء رئیسہ ہے مسمن بدن اور مقوی باہ ہے سل و دق کے مریض کے لئے بے حد مفید ہے۔ اونٹنی کا دودھ جالی، مفتح سدد اور محلل اورام باطنی ہے، دمہ، طحال اور بواسیر میں نافع ہے۔ مدر بول و حیض ہے ہر دودھ کی اصلاح شکر سے ہوتی ہے [5] مجفف۔ قابض منضج۔ جالی۔ حابس خون۔ مدمل۔ مقوی دماغ و معدہ۔ نافع خفقان بارد منقی روح حیوانی و نفسانی [6] مرطب، مسکن عطش و سوزش معدہ۔ مقوی قلب۔ دافع بے ہوشی۔

مرزنجوش[1] (دونا مروا) ایک روایت ہے طبی افعال وخواص کا کوئی ذکر نہیں۔

مسک (مشک) اس میں دو روایتیں ہیں جن میں مشک کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ طبی افعال وخواص کا ذکر نہیں۔ (رواہ مسلم)

نرجس[2] (نرگس) ایک روایت اور وہ موضوع ہے۔

نورۃ[3] (چونے کا پتھر) اس سے متعلق دو روایتیں ہیں جن میں بیان کیا گیا ہے کہ اس کے لگانے سے بال اڑ جاتے ہیں۔ (ابن عدی واسنادہ ضعیف)

هریسہ[4] (غذا) ایک روایت ہے اور موضوع ہے۔

ورس[5]۔ ایک روایت ہے اور موضوع ہے۔

هندباء[6] (کاسنی) اس سے متعلق تین روایتیں ہیں اور تینوں ہی موضوع ہیں۔

باب[11] - تدبیر المریض | اس باب میں ۵ روایتیں ہیں۔ ایک روایت میں آنحضور نے فرمایا ہے کہ اگر مریض کھانے کی چیز مانگے تو انکار نہ کرنا چاہیئے۔ آپ نے مریضوں کے لئے تلبینہ (دودھ اور شہد سے تیار کیا ہوا حریرہ) کی تعریف فرمائی ہے۔ کیونکہ یہ مقوی قلب ہے (رواہ الشیخان عن عائشہ صدیقہ)

باب[12] - الاستدلال علی المرض بحیرہ البدن وغیرہ واللون | اس باب میں ۶ روایتیں ہیں لیکن ایک روایت بھی عنوان باب سے مطابقت نہیں رکھتی۔

باب[13] - مداواۃ الشیئ بضدہ | اس باب میں ۵ روایتیں ہیں۔ ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ آنحضور ککڑی کے ساتھ کھجور کھاتے تھے (رواہ الشیخان) دوسری روایت میں ہے کہ آنحضور خربوزے کے ساتھ کھجور تناول فرماتے تھے۔

---

[1] یہ ایک قسم کی خوشبودار ریحان ہے۔ ملطف، محلل اورام مفتح سدد۔ جاذب رطوبات۔ مفتت سنگ گردہ و مثانہ۔ ... رطوبات کو چھانٹتا ہے۔ اس لئے لقوہ میں مفید ہے۔ اس کا سونگھنا زکام۔ فالج اور سبات یعنی بہت نیند آنے میں مفید ہے۔ [2] ... جالی وجاذب ہے اس کا پھول سونگھنا زکام و نزلہ میں نافع ہے۔ دماغ کے سددں کو کھولتا ہے۔ مسکن درد اور مقوی باہ ہے اس کی جڑ ... سرمہ ناخونہ کو زائل کرتا ہے [3] حابس دم ہے مقعد پر لیپ کرنا دستوں کو بند کرتا ہے۔ محلل اورام ہے [4] ایک غذا ہے جو مرغ یا بکری ... گوشت اور جو (مقشر) کو ملا کر بناتے ہیں [5] اکثر زہروں کا تریاق ہے۔ مقوی بصر اور مفرح ہے۔ غلیظ ریاح کو تحلیل کرتا ہے۔ ... کو قوت دیتا ہے اور حرکت میں لاتا ہے۔ گردہ و مثانہ کی پتھری توڑتا ہے۔ خارش، داد۔ پھوڑا پھنسی اور گنج سر میں نافع ہے۔ [6] ... سدے اور مسامات کو کھولتی ہے۔ گرمی۔ حدت صفرا خون اور پیاس کو تسکین دیتی ہے اس کا پھاڑا ہوا پانی یرقان اور جگر ... نال کے سدوں میں بے حد مفید ہے۔

(رواہ ابوداؤد) تیسری روایت میں ہے کہ آں حضورؐ کھجور سے روٹی کھاتے تھے اور پانچویں روایت میں ہے کہ آنحضورؐ ککڑی کو نمک کے ساتھ کھاتے تھے۔ لیکن اس کی اسناد ضعیف ہیں (رواہ ابن عدی وغیرہ)

باب۱۴۔ الادواء فی الخمر | اس باب میں تین روایتیں ہیں جن میں بیان کیا گیا ہے کہ شراب میں شفا نہیں ہے اور آپ نے اس کے استعمال کی ممانعت فرمائی ہے۔ ایک صحابی نے ممانعت سن کر عرض کیا۔ کہ میں شراب صرف دوا کے لئے رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ لیست بدواء ولکنھا داء یہ دوا نہیں یہ تو بیماری ہے۔ (رواہ مسلم)

باب۱۵۔ الحجامۃ | اس باب میں ۲۶ روایتیں ہیں۔ جن میں حجامت (پچھنا لگانا) کے اوقات [illegible] گئے ہیں۔ ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ پچھنا لگانے سے جنون۔ جذام۔ برص اور نعاس جیسے امراض سے حفاظت حاصل ہوتی ہے۔ (رواہ الطبرانی)

باب۱۶۔ الفصد وقطع العرق وبط السلعۃ وفتح الجراح | اس باب میں ۵ روایتیں ہیں جن میں فصد کے فوائد اور چیر پھاڑ کے ذریعہ زخموں کا علاج کرنے کے واقعات بیان کئے گئے ہیں حتیٰ کہ استسقاء کے علاج کے سلسلے میں شق بطن کا ایک واقعہ بھی مذکور ہے۔ (رواہ احمد)

باب۱۷۔ الاسہال والقی والاستعاط واللدود والتکمید | اس باب میں ۵ روایتیں ہیں۔ پہلی روایت میں اسہال، قی، تکمید، استعاط[1] اور لدود[2] کو آنحضورؐ نے بہترین طریقۂ علاج بتایا ہے۔

(رواہ الترمذی والحاکم)

باب۱۸۔ النشرہ والکیّ | اس باب میں ۹ روایتیں ہیں جن میں نشرہ[3] اور کیّ[4] سے علاج کی ممانعت کی گئی ہے۔ ایک روایت میں نشرہ اور کیّ کو عمل شیطان قرار دیا گیا ہے (رواہ ابوداؤد)

باب۱۹۔ مایکرہ التداوی بہ | اس باب میں دو روایتیں ہیں جن میں ناپسندیدہ چیزوں سے علاج کی ممانعت کی گئی ہے (رواہ الحاکم) ایک صحابی نے آنحضورؐ سے پوچھا کہ کیا دوا میں اس کے ایک جزو کے طور پر مینڈک کو ملایا جا سکتا ہے؟ آپ نے نفی میں جواب دیا۔ (رواہ ابوداؤد والحاکم)

باب۲۰۔ علاج انواع من الامراض | اس باب میں درج ذیل ۲۲ بیماریوں کے علاج سے متعلق روایات کو جمع کیا گیا ہے۔

وجع البطن: اس سے متعلق تین روایتیں ہیں۔ ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص نے آنحضورؐ کے پاس آکر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں درد شکم میں مبتلا ہوں۔

---

[1] استعاط و ناک میں دوا ڈالنا [2] لدود، گوشہ منہ میں دوا رکھنا [3] نشرہ۔ منتر [4] کیّ، داغنا

آپ نے فرمایا۔ "اسے شہد پلائی جائے" وہ پھر آیا اور عرض کیا۔ میں نے شہد پی لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا۔
پ۔نے فرمایا۔ اللہ نے سچ کہا ہے لیکن اس کا معدہ جھوٹا ہے۔ پھر فرمایا "اسے شہد پلائی جائے۔" اس نے پھر
ش۔ پی اور اس بار اسے شفا ہوگئی (رواہ الشیخان عن ابی سعید)
الحمٰی۔ اس سے متعلق ۲ اروایتیں ہیں۔ جن میں بیان کیا گیا ہے کہ بخار کا علاج پانی سے کیا جائے پہلی حدیث
یہ بیان کی ہے۔
صداع۔ اس سے متعلق ۴ روائیتیں ہیں جن میں کوئی خاص طبی علاج بیان نہیں کیا گیا۔ پہلی روایت میں ہے
آنحضورؐ نے حجامت بنوائی اس حال میں کہ آپ درد شقیقہ میں مبتلا تھے۔ (رواہ البخاری عن ابن عباسؓ)
الجراح۔ ایک روایت ہے۔ طبی علاج کا کوئی ذکر نہیں۔
الملفوُد۔ ایک روایت ہے۔ طبی علاج مذکور نہیں۔
ذات الجنب۔ اس میں دو روایتیں ہیں۔ پہلی روایت میں آنحضورؐ کا یہ ارشاد بیان کیا گیا ہے کہ ذات الجنب
علاج قسط البحری اور زیتون کے تیل سے کیا جائے (رواہ الحاکم والترمذی)
العذرہ[1]۔ اس میں تین روایتیں ہیں۔ ایک روایت میں عذرہ کا علاج قسط ہندی سے تجویز کیا گیا ہے۔
(رواہ الحاکم)
عرق الکلیہ۔ اس میں ایک روایت ہے جس میں عرق الکلیہ ما محرق اور شہد سے تجویز کیا گیا ہے
(رواہ الطبرانی والحاکم)
الدود فی البطن۔ اس میں ایک روایت ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ خالی پیٹ تمر کے استعمال سے
پیٹ کے کیڑے نکل جاتے ہیں۔
وجع المابض۔ ایک روایت ہے کوئی طبی علاج مذکور نہیں۔
شدۃ الشہوۃ والعشق۔ اس میں دو روایتیں ہیں جن میں بیان کیا گیا ہے کہ جوش شہوت کا علاج نکاح
ہے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو روزے رکھے جائیں۔ (رواہ الشیخان)
شدۃ الجوع۔ اس میں ایک روایت ہے طبی علاج مذکور نہیں۔
رمد۔ اس کا علاج مفردات کے ذکر میں کمہ کے عنوان سے بیان ہو چکا ہے۔
لدغ الھوام[2]۔ اس میں دو روایتیں ہیں۔ ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک بار آنحضورؐ نماز پڑھ رہے

---

[1] بچوں کے گلے کی بیماری ہے [2] حشرات الارض مثلاً بچھو وغیرہ کا ڈنک مارنا۔

تھے کہ بچھو نے ڈنک مار دیا۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے فرمایا:

"اللہ بچھو کو ہلاک کرے یہ نہ نمازی کو دیکھتا ہے اور نہ غیر نمازی کو" پھر آپ نے پانی اور نمک منگ
ڈنک مارنے کی جگہ پر ملنا شروع کیا اور ساتھ ساتھ قل یا ایہا الکافرون اور معوذتین پڑھتے جاتے تھے
(رواہ الطبرانی)

الباسور[1]۔ ایک روایت ہے کوئی خاص طبی علاج مذکور نہیں۔

القرحہ۔ ایک روایت ہے جس میں آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ ہماری زمین کی مٹی قرحہ کے لئے نافع۔

عرق النساء۔ اس میں دو روایتیں ہیں کوئی خاص طبی علاج مذکور نہیں۔

الجذام۔ اس میں ۷ روایتیں ہیں۔ کوئی طبی علاج مذکور نہیں۔ البتہ ایک روایت میں جذامیوں سے دو
کی ہدایت کی گئی ہے (رواہ احمد وابن السنی)

الحکۃ والقمل (خارش اور جوئیں) ایک روایت ہے طبی علاج کا کوئی ذکر نہیں۔

القط والاعیاء (اس میں دو روایتیں ہیں۔ طبی علاج کا کوئی ذکر نہیں۔

الفالج۔ ایک روایت ہے طبی علاج کا کوئی ذکر نہیں۔

باب ۲۱۔ شرط المتطبب | اس باب میں صرف ایک روایت ہے جس میں آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص علم
حاصل کئے بغیر علاج و معالجہ کرے گا وہ (علاج میں غلطی کا) خود ذمہ دار ہو گا۔ (رواہ ابو داؤد والحاکم)

باب ۲۲۔ لایقال الطبیب | اس باب میں ایک روایت ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک صحابی آں
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کی پشت مبارک میں جو تکلیف
وہ مجھے دکھائیں اس لئے کہ میں طبیب ہوں۔

آں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا۔

"اللہ الطبیب بل انت رجل رفیق"

طبیب تو اللہ ہے تم تو بس ایک مرد رفیق ہو۔ (رواہ ابو داؤد والحاکم وغیرہما)

---

[1] بواسیر اس کی جمع ہے۔

ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری

حضرت شیخ الہند کی عظمت کے عناصر ترکیبی

گذشتہ دنوں جمعیۃ علماء ہند کے زیر اہتمام دہلی میں منعقدہ شیخ الہند سیمینار میں پیش ہونے والا ایک مقالہ

تاریخ عالم میں بہت سی ایسی شخصیتیں گذری ہیں جنہیں بڑا کہا جاتا ہے۔ یہ شخصیتیں علم و عمل کے مختلف [مر]احل میں اپنے خصائص و خدمات کی بنا پر بڑی کہلاتی ہیں۔ ملتِ اسلامیہ پاک و ہند کی تاریخ بھی بڑے بڑے [علم]ائے دین، صوفیائے کرام، مشائخ عظام اور ادیبوں، مصنفوں، مدبّروں، مفکروں اور قومی خدمت گذاروں کے [نامو]ں سے خالی نہیں۔ ان کے نام ہماری زبان پر اور ان کے تراجم و تذکار زیرِ تحریر و مطالعہ آتے ہیں تو ہمارا سر فخر سے [بلند ہ]وجاتا ہے۔

یہ صورت تو اس وقت ہوتی ہے جب ہمارے ہاتھ میں ایک حقیقت پسند اور مورّخ کا قلم ہوتا ہے۔ اور [ج]ب ذہن تعصب سے اور زبان مبالغہ سے قطعاً نا آشنا ہوتے ہیں۔ مجرد و منفرد عظمتوں کا یہی ذکر جب نیازمند [زبان] پر آتا ہے تو قلب عقیدت سے جھوم جھوم اٹھتا ہے اگر دردمندی پہلو میں ہو اور ارادت سے قلم کا سر [جھک ج]ائے تو ممدوح کے محاسن کی ایک ایک خوبی کو سو سو انداز سے بیان کرنے کو جی چاہتا ہے۔ لیکن جب حضرت [شیخ] الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کے بارے میں ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ اس عہد کی ایک عظیم اور نادر روزگار [شخ]صیت اور مذہب و سیاست میں سلطانِ وقت و سکندرِ اعظم تھے۔ تو یہ ایک روادار قلم کی تحریر اور عقیدت [کے جذ]بات کا فیصلہ نہیں ہوتا، نہ یہ بات تجزیہ کرتے ہوئے ان کی کوئی مجرّد خوبی ذہن میں آتی ہے۔ اگر کسی مجرّد خوبی ہی [کی بنا پ]ر کوئی شخص عظمت کے تاج کا مستحق قرار پائے تو یقین کرنا چاہیے کہ تاریخ ملّتِ اسلامیہ پاک و ہند میں ایسے [بے شما]ر علماء کے نام ملتے ہیں جن کے علمی و تصنیفی کارنامے بے حد و حساب ہیں۔ ایسے صوفیاء و مشائخ ہیں جن کے [مریدو]ں کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے۔ شعلہ بیان و آتش نوا خطیبوں کی بھی تاریخ میں کمی نہیں۔ فلسفہ و کلام [کے ا]یسے ماہر جن کی نکتہ آفرینیوں کا کوئی جواب نہیں۔ ایسے حکماء عقلا ہیں جن کی حکمت و دانائی نے دنیا کو ورطۂ حیرت [میں ڈ]ال دیا ہے۔ بے مثال شاعر، لاجواب ادیب اور ایسے صاحبِ طرز انشا پرداز ہیں جن کے کلام و انشا کی

دل ربائیوں نے لاکھوں قارئین ادب کے الگ الگ حلقے اور مستقل مکاتب فکر و فن پیدا کر دیتے ہیں کتنے ہی اور مفکر ہیں جن کے افکار نے زندگی کی تعمیر میں حصہ لیا ہے۔ مختلف علوم و فنون کی تاریخ میں ان کے نام عزت و احترام سے جگہ پانے کے مستحق ہیں لیکن علم و فکر اور فلسفہ و عمل کے تمام اعتراف کے باوجود یہ ایک تاریخی حقیقت ہے "شیخ الہند" ان میں کوئی نہیں۔

اگر ہم انسانی عظمت کے بجائے علم و عمل کی کسی ایک خوبی اور فکر و سیرت کے کسی خاص حسن کے شیدائی ہوتے تو ہمارا مرجع اور مرکز عقیدت کوئی اور شخصیت بھی ہو سکتی تھی اور تعجب نہ ہوتا کہ حضرت ہی کے حلقے کسی صاحب علم و فن کو اپنی نیازمندی کے اظہار کے لئے منتخب کر لیتے۔ کہ اس حلقے میں بے مثال ادیب و خطیب محدث و مفسر، شیخ و صوفی۔ مدرس و معلم اور صحافی و مبلغ سے لے کر حکیم الامت تک موجود تھے۔ یہ نہ سمجھئے میں ان خصائص و محاسن کا منکر ہوں لیکن مجھے ایک جامع الصفات عظیم انسان کی تلاش ہے۔ کسی ایسی عمارت کی ضرورت نہیں جو اپنی تاریخ رکھتی ہو۔ لیکن فیضان الٰہی کی بخششوں سے مالامال نہ ہوا اور اپنے حسن تعمیر میں آگرے کے تاج اور نظارہ جمال میں لاہور کے شالامار کی طرح کسی آمر کے حکم اور کسی سرمایہ دار کی دولت کی رہین منت ہو میں کسی ایسی عورت کے حسن کا متلاشی نہیں جسے قیمتی پتھروں کے استعمال سے رنگین و سنگین بنایا گیا ہو۔ میں ایک انسانی سیرت کا جویا ہوں جسے فکر و عمل کے حسن و توازن اور جامعیت نے عظیم بنایا ہو جس کا تعلق اسی عہد سے اور جس کا نام ہماری سماعت اور فہم کے لئے مانوس ہو۔ جس کا فکر بلند، قلب فراخ اور نظر وسیع ہو۔ اپنے عقائد میں محکم اور سیرت اسلامی میں پختہ ہو۔ جو مسلمانوں کے لئے ایک آبرومندانہ زندگی کا خواہاں ہو۔ بلکہ جس کی نظر میں تمام خلق انسانی خدا کا گھرانہ ہو اور وہ اس پورے گھرانے کی فلاح و بہبود کے لئے فکرمند ہو جس کی ملت پروری کا یہ عالم ہو کہ بلقان کی جنگ اور سمرنا و تھریس اور طرابلس کے میدانوں میں کسی مسلمان کے پیر میں کانٹا چبھے تو وہ دیوبند کی مسند رشد و ہدایت پر اور مجلس درس و تدریس میں تڑپ اٹھے۔ لیکن اس کی انسانی ہمدردی و غم گساری کا یہ عالم ہو کہ اپنے ملک میں ایک ایک برادر وطن کی آزادی کے لئے اپنی زندگی کی راحتوں کو قربان کر دے۔ جس نے میدان جنگ میں خدا اور اس کی بخشی ہوئی آزادی کے دشمنوں سے نفرت کرنا سیکھا ہو۔ لیکن جو مخلوق خدا سے محبت کرتے اور انہیں ان کی چھینی ہوئی آزادی دلانے کے لئے پیدا ہوا ہو۔ مجھے ایک ایسے وجود گرامی کی تلاش ہے جس کا تعلق خواہ سہارنپور کے کسی قریے سے ہو لیکن وہ پورے ملک کا افتخار ہو اس کے نام کے ساتھ خواہ دیوبندی لکھا جاتا ہو لیکن اس کی سیرت تمام مکاتب فکر کے لئے محمود ہو۔ اس کا تعلق اگرچہ برصغیر پاک و ہند سے ہو لیکن اس کا قلب پورے ایشیا میں استعمار کے استحصال پر خون کے آنسو روتا ہو۔ اور اگرچہ وہ خود ایشیائی ہو لیکن اس کی نظر میں تمام روئے زمین پر بسنے والے انسان آزادی و امن

...ہر ہاں اور دنیا کا ہر مظلوم خواہ اس کا تعلق کسی ملک اور کسی قوم و طبقہ سے ہو۔ وہ یکساں ہمدردی و
...ت کا مستحق ہو۔

دنیا میں بہت سے خصائص و فضائل کی پرستش کی جاتی ہے اس میں طاقت و قوت، مال و دولت،
...و جمال حکومت و اقتدار بھی شامل ہیں۔ پس اگر کوئی شخص انہی چیزوں کا پرستار ہے تو اسے کون روک
...ہے، وہ اپنے معبود کے حضور اپنی جبین عجز و نیاز جھکا دے۔ دنیا کی تاریخ عبودیت و نیاز کے حسین
...حیرت زا نظارہ ہائے جمال سے بھری پڑی ہے۔ آپ کے گرد و پیش کی دنیا میں نہ طاقت و قوت کے معبودان
...کمی ہے جو انا ربکم الاعلیٰ کے نعرہ زن ہیں۔ نہ مال و دولت کے ایسے حسین مناظر کی، جن کی دلفریبیوں نے
...لم کو اپنا گرویدہ بنالیا ہے اور نہ حکومت و اقتدار کے ایسے ساحروں کی جو درحقیقت خود مسحور ہیں لیکن
...اقتدار کی بجلیوں کی چمک اور حکم و صدائے انا و لاغیری کی کڑک نے عقلوں کو ماؤف اور ذہنوں کو مسحور کر رکھا
...کے علاوہ دنیا میں مٹ جانے والی قوت و طاقت، متزلزل ہو جانے والے اقتدار اور فانی حسن و جمال کے آگے
...ئے سروں کی ابھی کمی نہیں۔ خدا کی پھیلی ہوئی زمین پر کسی بھی ملک میں انسانی شرف کی پامالی کا یہ اندوہ ناک
...یا جا سکتا ہے۔

لیکن آپ مجھے کسی ایسی شخصیت کا پتہ اور ایسی عظمت کا نشان بتائیں جو خصائص سیرت و فضائل علمی کی جامع
...کے افکار کی روشنی نے غلامی کی ذلت و نکبت سے آزادی کی عزت اور آبرومندانہ زندگی کی طرف رہنمائی
...س کے پاس حکومت کا اقتدار نہ ہو لیکن وہ دلوں پر حکمران ہو۔ اس کے پاس مال و دولت نہ ہو لیکن اس کے
...وق عمل سے ایک دنیا اس کی گرویدہ ہو گئی ہو۔ وہ حسن و جمال ظاہری کا مالک نہ ہو لیکن وقت کے تمام سلاطین
...و شیفتگان حریت اس کی زلف کے اسیر ہوں۔ اور اس کے ایک ادنیٰ اشارہ و ایما پر وطن میں اپنی
...لی راحتوں کو تج کر کے غربت اور جلاوطنی کی زندگی کی صعوبتوں کو اپنے لئے سرمایہ راحت جاں سمجھ کر اپنے
...سے لگالیں اور اس کے عشق میں خود اپنے ہاتھوں سے اپنے پیروں کے لئے زنجیر کی کڑیاں ڈھالنے کا کام
...وہ اپنی صلیب خود اپنے کندھے پر اٹھالیں اور آزادانہ زندگی کی سیر و گردش کی جگہ اسارت کے حبس اور
...ے سیہ خانہ و قید کو قبول کر لیں۔ جس نے زبان سے کبھی حکم نہ چلایا ہو لیکن دنیا نے اس کے نطق و بیان کے موتی چن
...لئے اپنے دامن پھیلا دئے ہوں۔ جس نے دنیا کو اپنی پرستش کے لئے نہ پکارا ہو۔ کہ اس کے عقیدے میں یہ کفر تھا
...شرف کو پامال کیا جائے لیکن دنیا نے عقیدت و نیاز کا سر اس کے سامنے جھکا دیا ہو۔

حضرات! میرا ذوق ایک ایسی سیرت کے پاکبازانہ حامل کے نظارۂ جمال ہی سے تسکین پا سکتا ہے جو اپنی
...ے تمام اعمال، روز و شب کے معمولات، اپنی شکل و صورت اور وضع قطع میں ایک مذہبی زندگی اور

شخصیت کی مثال ہو لیکن وہ ملکی زندگی کے تقاضوں کو بھی سمجھتا ہو۔ اور قومی فرائض کی بجا آوری میں وہ کسی قوم پرست سے پیچھے نہ ہو اور ایک مذہبی عالم ہونے کے ساتھ کہ وہی اسلامی زندگی میں رہنمائی کا سب سے زیادہ مستحق ہو سکتا ہے۔ وقت کی سیاست اور اس کی رفتار کار کا اندازہ شناس بھی ہو۔ مذہب و سیاست کے بام سنداں پر جس کی گرفت سخت ہو۔ اور دونوں کو باہم آمیز کر کے ان کے دائرہ و حدود کی نزاکت پر نظر رکھ سکے اور شریعت کے خصائص کو عشق کے مطالبوں اور تقاضوں سے پامال نہ ہونے دے۔ اور جس کی سیرت کی خوبی ہو کہ سیاست کے دریا میں اپنی کشتی کی تختہ بندی کر لے اور دریا کے چھینٹوں سے اپنی زندگی کے دامن تر بھی نہ ہونے دے۔

حضرات! اس تمہید لطیف کو کہاں تک طویل اور اس حکایت لذیذ کو کب تک دراز کیا جائے۔ میرے لئے اس حکایت میں خواہ کتنی ہی دلفریبی کا سرو سامان ہو، لیکن یہ بات کسی طرح مناسب نہیں کہ آپ کی طلب کو اپنے ذوق بیان و داستان سرائی کا پابند کروں۔ میں صاف الفاظ میں اپنے اس عقیدے کا اعلان کر دینا چاہتا ہوں کہ ان تمام فضائل و محامد علم و عمل اور خصائص و محاسن فکر و سیرت اور ایثار وقت و جان اور جہاد ملی و قومی کی جامع کوئی شخصیت اگر ہے تو وہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن کی ہے۔

حضرت کی زندگی پر نظر ڈالنے اور آپ کے افکار و خدمات کے بیان و تجزیہ کے کئی انداز ہو سکتے ہیں ان میں سے ایک انداز یہ ہو گا ——— اور عام طور پر اہل قلم اور اصحاب نظر اسی کو اختیار فرمائیں گے کہ علم و عمل کے مختلف میدانوں میں آپ کے افکار و خدمات کا جائزہ لیا جائے لیکن ان معنوں میں آپ کی ذات گرامی ایک ذات تھی کہاں؟ آپ کا وجود مقدس و گرامی مرتبت علم و ادب، فکر و نظر، مذہب و سیاست، ایثار و عمل، اخلاق و سیرت اور مذہبی علوم و فنون کے مختلف دبستانوں کا ایک دبستان اور سینکڑوں انجمنوں کی ایک انجمن تھا۔ آپ کے وجود مقدس سے فیضان الٰہی کے سینکڑوں چشمے پھوٹتے تھے۔ آپ کی ذات گرامی کا ایک خاص دور میں ایک محور ضرور تھا۔ لیکن اپنے دور میں آپ خود ایک نظام رشد و ہدایت اور مذہب سیاست کے مرکز و محور تھے۔ آپ کی خدمات کا جائزہ اس طرح بھی لیا جا سکتا ہے کہ آپ کی دعوت، جو تعمیر نو سے لے کر انقلاب تک، مسند درس و تعلیم اور ذوق عمل کی تربیت سے لے کر میدان جہاد و عمل تک، تالیف و تدوین افکار سے لے کر جہاد لسانی کے ملی و قومی میدانوں تک، مسلمانوں کی عام اجتماعی زندگی سے لے کر بین الملی سطح تک اور مسلمانوں سے لے کر برادران وطن تک، ملکی حالات سے لے کر بین الاقوامی مسائل تک اور اسلامی دینی دائرے سے لے کر قومی سیاست کے تمام گوشوں تک پھیلی ہوئی ہے۔ اس پر بھی من حیث القوم نظر ڈالی جائے۔ دینی و ملی، ملکی و قومی اور بین الاقوامی سیاست میں دارالعلوم کی مسند درس و تدریس، اصحاب عمل اور مردان کار کی تعلیم و تربیت، جمعیۃ الانصار اور

ارۃ المعارف القرآن کا قیام تہ کی کے لیے ایثار وقت و مال، مولانا عبیداللہ سندھی کا سفر کابل، خود حضرت کا ر حجاز و اسارت مالٹا، ریشمی رومال کی تحریک اور ترک موالات، ہندو مسلم اتحاد، دارالعلوم دیوبند اور ستہ العلوم علی گڑھ کا ربط و اتصال، حضرت کی دعوت و رہنمائی کے خاص عنوانات ہیں۔

حضرات! فرصت کے ان چند لمحوں میں حضرت علیہ الرحمہ کی رہنمائی اور سیرت و افکار کے خصائص کا ذکر اجمال بھی ممکن نہیں۔ اب اس صحبت کو ختم کرتا ہوں اور صرف اتنا عرض کروں گا کہ:

امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد نے خانوادہ ولی اللہی میں شاہ اسمٰعیل شہید کو خود شاہ صاحب سے بھی مقام عطا فرمایا تھا۔ اور یہاں تک لکھ دیا تھا کہ اگر ان کے عہد میں شاہ صاحب بھی ہوتے تو انہی کے جھنڈے بچے ہوتے۔ میں پوری علمی بصیرت کے ساتھ یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ پورے علمی خانوادہ قاسمی میں جو برصغیر کی تاریخ ڈیڑھ سو سال پر پھیلا ہوا ہے، حضرت شیخ الہند کا وہی مقام ہے جو اس تحریک کے دور ثانی میں شاہ اسمٰعیل یدکا تھا۔

حضرت شیخ الہند نے اپنی زندگی میں وہ کارنامہ انجام دیا ہے کہ اگر اس دور میں حضرت قاسم العلوم نانوتوی علیہ الرحمہ تو وہ بھی سی سلطان وقت و سکندر عزم کے جھنڈے کے نیچے نظر آتے۔ برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کا سعادت اور دور علوم و افکار اسی ذات گرامی اور فضیلت مآب کا عہد ہے۔ جسے تاریخ اسلامیان پاک و ات میں محمود حسن کے نام، دیوبندی کی نسبت اور شیخ الہند کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرات! اس صحبت و فرصت کے لمحات اختتام کو پہنچے۔ رخصت چاہتا ہوں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
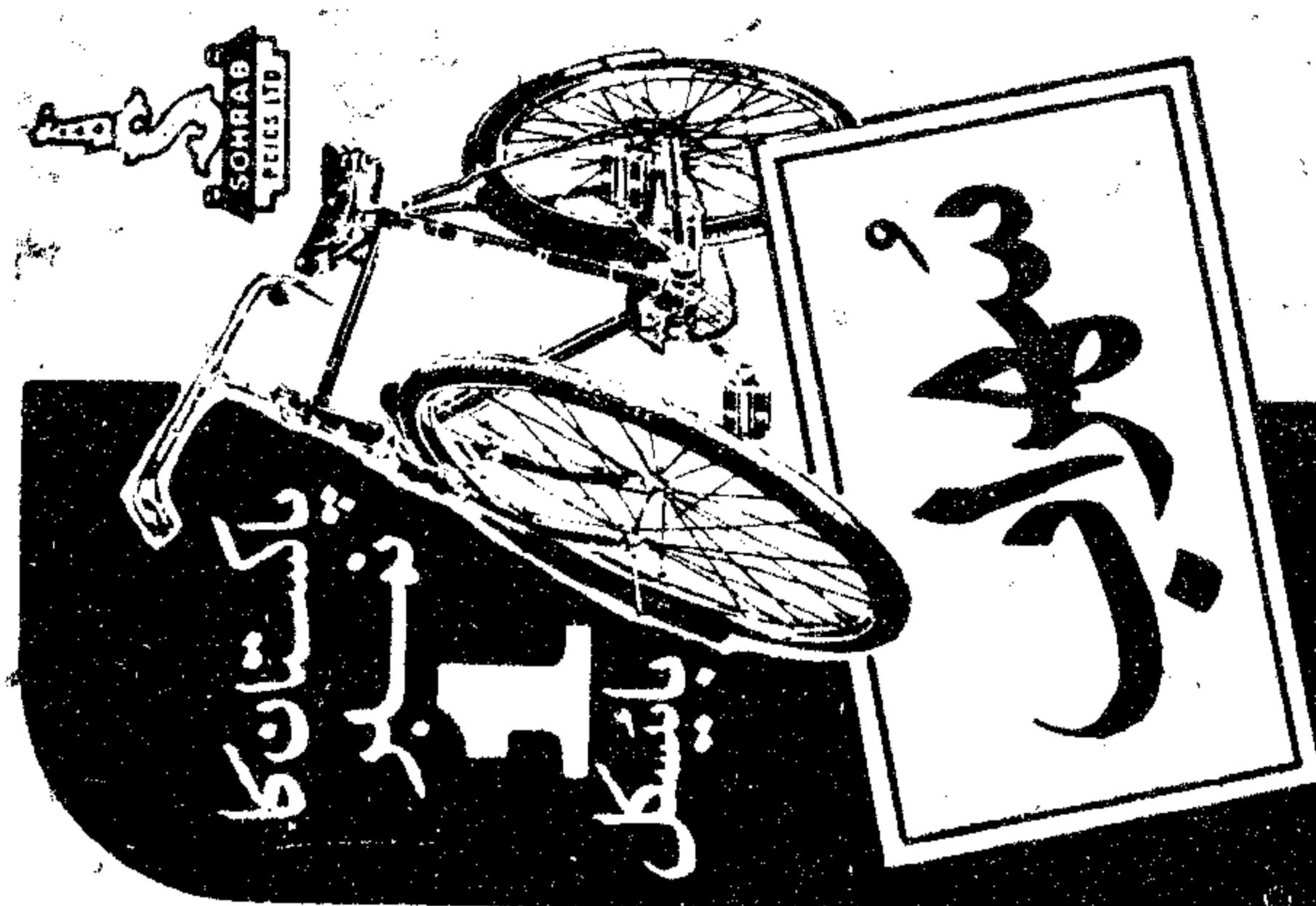
A DARTS-HRA-3/96

مولانا سید نصیب علی شاہ فاضل حقانیہ
نائب رئیس جامعہ زرگری کوہاٹ

ادیان ذوق

سوڈان کا جمہوری فرقہ

الاخوان الجمہوریون

عالم عرب کے رسائل میں شائع ہونے والے ایک مضمون " سوڈان کا جمہوری فرقہ " بار بار نظر سے گزرنے کی بنا
باعث دلچسپی بنا۔ اردو کے مشہور علمی مجلوں میں ابھی تک اس فرقہ کے بارے میں کوئی مضمون سامنے نہیں آیا۔ چنانچہ
دان طبقہ کو افریقی عرب کی سطح پر ابھرنے والے اس جدید باطنی فرقہ سے آگاہ کرانے کے لئے مختصر انتخاب کو
ری سمجھا۔ سوڈان کا جمہوری فرقہ عرب میں " الجمہوریون فی السوڈان " کہتے ہیں۔ اس کے بانی ورادنما محمود محمد طہ ہیں
عقائد قادیانیت اور بہائیت کا ایک مجموعہ ہے۔ ان کی رائے میں محمود محمد طہ کو حضرت محمد علیہ السلام پر افضلیت
اصل ہے کیونکہ وہ رسالت ثانیہ کے مفسل یعنی واضح کنندہ ہے۔ ان کے نزدیک جہاد اور اسلامی شعائر معطل ہیں
اب ان پر عمل منسوخ ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ یہ عالم قدیم ہے حادث نہیں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان
اعتبار سے متغیر ہونے والے جزئیات پر علم حاصل نہیں ہے (والعیاذ باللہ)

اس باطل فرقہ کے بانی محمود محمد طہ کو گذشتہ سال حکومت سوڈان نے ان کے ملحد ہونے کی بنا پر پھانسی دے
اور اس کو نہ صرف غیر مسلم قرار دے کر بلکہ اس فرقہ پر مکمل پابندی عائد کر دی۔

پاکستان میں قادیانیت کے خلاف علماء نے جو تحریک چلائی اور اسے کامیابی سے ہمکنار کیا اسی طرح
ڈان کے جاں نثار علماء نے بھی اپنے ملک میں ابھرنے والے اس الحادیت کو پوری طرح سے کچل دیا جب کہ
ستان کی نسبت سوڈان کی حکومت نے اپنی اسلامیت پسندی کا اظہار کیا یہ فرقہ اب اگرچہ عملاً بظاہر ختم ہے لیکن
کے پیروکاروں کا وجود اب بھی ہے۔

جمہوری فرقہ کا قیام | جمہوری فرقہ کا قیام اس کے بانی محمود طہ نے اکتوبر ۱۹۴۵ء کو عمل میں لایا۔ اور اس کا نام
لسٹ ڈیموکریٹک پارٹی رکھا۔ انہوں نے اولاً اس پارٹی کو سیاسی بنیادوں پر چلایا۔ اور رفتہ رفتہ اسلامی
کے بارے میں مختلف تعبیرات پیش کیں۔ ۱۹۵۲ء میں اپنی پارٹی کو جمہوری فرقہ کا نام دیا اور یوں فرقہ باطنیہ
قاعدہ آغاز ہوا۔ ابتدا میں اس کے بانی نے صوفی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور ساتھ ہی وحدت الوجود کا نظریہ پیش کیا۔

اس کے بعد خود کو واصلین کے درجہ میں پہنچنے کا اعلان کیا۔

جون ۱۹۴۸ء میں جب وہ دو مہینے جیل گئے تو وہاں انہوں نے اس فرقہ کے قیام کے لئے خوب سوچا۔ اور نکلے وقت اعلان کیا کہ انہوں نے ذاتِ الٰہی تک پہنچنے کے لیے نصف راستہ طے کر لیا ہے اور نصف باقی کو طے کرنے کے لئے اگست ۱۹۴۸ء میں وہاں کے ویم موسیٰ غار میں تین سال اعتکاف کیا۔ اس اعتکاف کے بعد انہوں نے اعلان کیا کہ میں واصلین میں سے ہوں۔ اور یوں اس کے پیروکاروں میں اضافہ ہوتا رہا۔

ابتدائی دعوے | ابتداء میں تو یہ لوگ خود کو اہلسنت مسلمان ظاہر کرتے تھے اور خود کو متصوفین کہتے تھے محمود طہ کا مکان ان کا مرکز تھا۔ جسے بعد میں انہوں نے عبادت کا نام دیا۔ ان کے پیروکار اس مکان میں جمع ہو کر اپنے عقائد کی تعلیم حاصل کرتے۔ ان کے ہاں مرد اور عورت کے اختلاط میں ممانعت نہ تھی۔ اس کے بعد انہوں نے نماز کو ختم کر دیا وہ صلوٰۃ کو صلہ کے معنی دیتے تھے۔ اور ان کا یہ عقیدہ رہا کہ جب تک محمود طہ کے ساتھ ان کا صلہ رہا تو وہ نماز میں ہیں ساتھ ہی ساتھ بدعات کو بھی فروغ دینے لگے جب کہ دین اور سیاست کے بارے میں یہ اعلان کیا کہ دین سیاست سے جدا ہے۔ ان کے درمیان کوئی تعلق نہیں۔ تصوف کے رنگ میں انہوں نے اسلامی عقائد اور اسلامی قانون کے بارے میں بھی شکوک و شبہات پھیلانا شروع کئے۔

واضح رہے کہ وہ اگرچہ خود کو صوفی کہتے تھے لیکن تصوف سے ان کو دور کا بھی واسطہ نہ تھا ان کی اس صوفیت کو تصوف زائعہ کہتے ہیں۔

دعویٰ رسالت ثانیہ | جمہوریین کا عقیدہ ہے کہ محمود طہ نبی علیہ السلام سے افضل ہے کیونکہ وہ رسالت ثانیہ کے مفصل ہیں۔ رسالت ثانیہ سے ان کی مراد احمدی رسالت ہے جو ان کے ہاں رسالت محمدیہ سے افضل ہے جب کہ محمود طہ خود کہتا ہے کہ اس کے صحابہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر فوقیت حاصل ہے صحابہ محمود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے افضل ہیں۔

محمود طہ یہ بھی کہتا ہے کہ اس کا قرن جو کہ بیسویں صدی ہے وہ نبی علیہ السلام کی ساتویں صدی سے افضل ہے جب کہ امت کے بارے میں ان کا عقیدہ ہے کہ میری امت محمد علیہ السلام کی امت سے افضل ہے۔ ان کے یہ عقائد ان کی دو کتابوں "الاسلام اور الاسلام برسالۃ الاولی لا یصلح لانسانیۃ القرن العشرین" میں موجود ہیں۔

ارکان خمسہ کی تعطیل | محمود طہ نے ارکان خمسہ کو عملاً معطل رکھا ہے۔ اور ہر ایک رکن کے بارے میں ایک خاص رائے قائم کئے ہوئے ہیں۔ کلمہ شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے بارے میں ان کی رائے یہ ہے کہ پوری عمر میں صرف ایک بار پڑھا جائے اگر ایک دفعہ سے زائد پڑھا جائے تو پڑھنے والا دائرہ اسلام سے نکل کر دوبارہ کفر میں داخل ہو جاتا ہے۔ نماز کے بارے میں ان کی رائے ہے کہ یہ صلہ کے معنی میں ہے۔ جس کو

... سے صلہ ہے۔ وہی اس کی نماز ہے۔ اگر یہ تعلق زیادہ ہو جائے تو صلوٰۃ کے معنی وصل الی المقام المشہود ... میں ہو جاتا ہے۔ جہاں انسان کو قیام رکوع اور سجود کی ضرورت نہیں۔ زکوٰۃ کے بارے میں ان کی ... ہے کہ اب اس میں مقدار کا تعین ختم ہے۔ زکوٰۃ کے معنی زائد عن الحاجہ کے ہیں جس کی وجہ سے کسی کو ... کرنے اور ذخیرہ کرنے کی اجازت نہیں۔ بلکہ ضرورت سے جو زائد ہے وہ زکوٰۃ ہے۔

روزہ کے بارے میں ان کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جانب سے فدیہ دیا ہے اور ان کی ... سے روزہ رکھا ہوا ہے۔ اور اب روزہ نہیں ہے۔ روزہ کے بارے میں ان کی ایک کتاب الصوم بین الکبت ... الکبت ہے۔ جس میں محمود طہ لکھتے ہیں کہ:۔

ابتداء میں جنسی اختلاط زیادہ تھی جس کی روک تھام کے لئے روزہ آیا۔ اور چونکہ اب انسان نے ترقی کی ہے تو اب ... کی ضرورت نہیں۔

حج کے بارے میں خود انہوں نے کوئی رائے قائم نہیں کی اور نہ اس کے اتباع نے کبھی حج کیا۔ جب کہ ان کے پیروکاروں ... یہ ہے کہ محمود طہ اپنے دل کے ارد گرد طواف کرتا ہے اور ان کے پیروکار اپنے پیشوا کے ارد گرد طواف کرتے ہیں ... حج کی ضرورت نہیں۔

جہاد کی تعطیل | جہاد کے بارے میں قادیانیوں کی جو رائے ہے محمود طہ کا بھی وہی عقیدہ ہے۔ کہ جہاد منسوخ ... اور اب اس پر عمل جائز نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ عہد صحابہ گناہ کا عہد تھا اور اب انسان پاک ہے۔ اور جہاد ... ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ اسرائیل کو اپنی مملکت کے قیام کا حق حاصل ہے وہ اسرائیل کو تسلیم کرتے ہیں محمود طہ کے دیگر عقائد بھی واضح ضلالت ہیں۔ اور مذکورہ بالا وہ عقائد ہیں جو ان کے صریح کفر پر دلالت کرتے ہیں ... یہی وجہ ہے کہ سوڈان کے سابق سربراہ جعفر النمیری نے سوڈان کے محکمہ علیا کے فیصلہ کے مطابق محمود طہ ... ایسی سزا دی جس کے وہ واقعی مستحق تھے۔ ان کے تفصیلی حالات و عقائد جاننے کے لئے سابقہ مذکورہ ... کی کتابیں دیکھنا ضروری ہے۔

شاہ بلیغ الدین۔ کراچی

صلی اللہ علیہ وسلم

اسمِ محمدؐ

اس نے دربار جانا چھوڑ دیا تو بیوی بچوں کو بڑی فکر ہوئی۔ مشہور مثل ہے کہ ـــ پانی میں رہ کر مگرمچھ سے
ی نہیں رکھی جاسکتی۔ مصاحب اور درباری بادشاہ سے بگاڑ پیدا کر کے سکون سے نہیں رہ سکتے۔
دشاہ بھی وہ جو مطلق العنان ہو۔ اسی لئے بیوی بچوں کی پریشانی روز بروز بڑھتی جارہی تھی۔ تین دن
ے تو آخر اس اللہ کے بندے نے بہت سوچ سمجھ کر پھر دربار کا رخ کیا۔

بیوی نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے! تین ہی دن میں تم سنبھل گئے۔

شوہر نے کہا۔ نیک بخت کیا کروں مجبور ہوں اللہ کے رسولؐ کا حکم یہی ہے کہ تین دن سے زیادہ کسی سے بات
ڑو۔ میں تین دن سے زیادہ تعلقات توڑ کر نہیں بیٹھ سکتا۔

شوہر صاحب تھے تو درباری اور بگڑ بیٹھے تھے اپنے آقا سے والا تیار سے۔ درباریوں اور حاکموں کے
وں میں یہ طنطنہ کہاں دیکھنے میں آتا ہے؟ وہ تو حکمرانوں کا جھوٹا نوالہ کھانے والے، بے حیا اور موقع
تے ہیں۔ ان میں خودداری ہو تو وہ درباری نہ ہوں لیکن کہیں کہیں بات بالکل جدا بھی ہوتی ہے۔ یہ جس
ے دربار کا تذکرہ ہے وہ بھی اللہ سے ڈرنے والا تھا۔ اور اس کے مصاحب بھی اللہ سے ڈرنے والے
ں دوستی بھی اللہ کے لئے اور دشمنی بھی اللہ کے لئے ہو تو وہاں بڑا پاکیزہ ماحول ہوتا ہے۔

جو درباری اپنے بادشاہ سلامت سے ناراض تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک دن دربار میں آقا نے ولی
اُسے بلانا چاہا تو اس کا نام لینے کے بجائے ایک فرضی نام سے اُسے پکارا ـــ تاج الدین، تاج الدین
ئی تو اس نے پلٹ کر بادشاہ کی طرف دیکھا۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ اس اجنبی نام کا درباری کون ہے
رہ اسی کی طرف تھا۔ وہ تعمیلِ حکم میں فوراً بادشاہ کے قریب پہنچ گیا۔ حکم بجا لا کر وہ گھر لوٹا تو تین
دربار جانے کے لئے اس کا دل نہ چاہا۔ اسے بڑی شدّت سے اپنی رسوائی کا احساس تھا۔ آدمی
تو بڑے رکھ رکھاؤ کا ہوتا ہے۔ خود بھی دوسروں کا بڑا خیال رکھتا ہے۔

ارضِ ہمالہ پر جتنے مسلمان حکمران گذرے ہیں ان میں سے ایک دو ہی ناصر الدین جیسے تھے۔ التمش کا یہ
مہماتِ سلطنت کی انجام وہی میں بھی طاق تھا اور طاعت و بندگی کا بھی پورا تھا۔ کیوں نہ ہوتا آخر التمش جیسے
گذار حکمرانِ وقت کا فرزند دلبند تھا۔ یہ وہی ناصر الدین ہے جو کلام ربانی کی کتابت کر کے گذارہ کیا کرتا
اور اقلیمِ ہند زیرِ نگیں ہونے کے باوجود سرکاری خزانے سے ایک پائی اپنے اوپر خرچ نہ کرتا تھا۔ یہ سال
مہینے کی بات نہیں بائیس سال کا قصہ ہے۔ ملکہ خود کھانا پکاتی، سیتی پروتی، جھاڑو دیتی، برتن مانجھتی
سارے کام کرتی تھی۔

ایک مرتبہ روٹی پکاتے پکاتے اس کے ہاتھ جل گئے۔ نہ جانے کب کی بھری بیٹھی تھی۔ شوہر سے بولی
خزانہ بھرا ہوا ہے میرے لئے ایک لونڈی خرید لیجئے؟ کچھ تو آرام کی میں بھی مستحق ہوں۔

ناصر الدین نے جواب دیا کہ ۔۔۔ ایسا سوچنا بھی مت۔ میں تو سلطنت کا خادم اور خزانے کا نگہبان
شاہی خزانے کا روپیہ اپنے آرام و آسائش پر خرچ نہیں کر سکتا۔ یہ مانتا ہوں کہ تمہیں تکلیف ہے لیکن کیا کروں
ہوں۔ صبر کرو اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کا پھل عطا فرمائے گا۔

ناصر الدین جیسے بادشاہِ وقت کا درباری جب تین دن تک غیر حاضر رہا تو خود بادشاہ کو بھی فکر لاحق ہوئی
جس دن مصاحب آیا تو پوچھا ۔۔۔ کیا بات ہے؟ کیوں حاضر نہ ہو سکے؟

جواب ملا۔ شاہا۔ اُس دن آپ نے تاج الدین کہہ کر پکارا تو مجھے خیال ہوا کہ آپ خفا ہیں اور مجھے میرے
میرے نام سے بھی نہیں بلانا چاہتے۔ پچھلے تین دن پریشانی میں گذرے پھر بھی آپ کی خفگی کا سبب معلوم نہ
ناصر الدین نے کہا۔ واللہ! میں تم سے ناراض نہیں ہوں۔ میں اس وقت باوضو نہ تھا اس لئے مناسب نہ
ہوا کہ تمہارا مقدس نام اپنی زبان پر لاؤں۔ تاریخ فرشتہ میں ہے اُن درباری بزرگ کا نام تھا ۔۔۔ محمد!
نام کا یہ احترام ان لوگوں کو اپنے ذہن میں رکھنا چاہئے۔ جو اپنے بچوں کا نام برگزیدہ شخصیتوں کے
پر رکھتے ہیں +

قارئین بنام مدیر

افکار و تاثرات

ایک غیر اسلامی ایرانی انقلاب کی بے جا وکالت
باچا خان اور ملاّ
گنج بخش اور شہباز قلندر کے مزارات

ایک غیر اسلامی ایرانی انقلاب کی بے جا وکالت

۱۱ر فروری ۱۹۸۶ء کے نوائے وقت میں ممبر قومی اسمبلی سید اسعد گیلانی صاحب کا ایک بیان شائع ہوا ہے جو انہوں نے اسلام آباد ہوٹل میں منعقدہ "انقلاب اسلامی ایران" کی ساتویں سالگرہ کی خصوصی تقریب میں بحیثیت مہمان خصوصی کے دیا ہے جس میں انہوں نے فرمایا ہے:- کہ "ایران کا انقلاب بلاشبہ ایک اسلامی انقلاب ہے۔ اسے کسی خاص فرقہ تک محدود کرنا کم علمی ہے اگر اسے کسی خاص فرقہ کا انقلاب گردانا گیا تو پھر شاید قیامت تک اسلامی انقلاب نہ آسکے۔ کیونکہ مسلمانوں میں بہتر فرقے ہیں اور انقلاب لانے والا آخر کسی نہ کسی فرقہ کا پیرو کار ضرور ہوگا۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ اگر شافعی۔ مالکی حنبلی اور حنفی وغیرہ مسلمان ہیں تو شیعہ ان سے بڑھ کر مسلمان ہیں۔ کیونکہ اہلِ تشیع امام جعفر صادق کی تعلیمات کے پیرو ہیں جو امام ابو حنیفہؒ کے استاد ہیں۔"

اسعد گیلانی صاحب جماعت اسلامی کے اہم رکن اور عہدیدار ہیں۔ اور کتاب و سنّت پر ایمان رکھنے والوں کے ووٹوں سے ہی جماعت اسلامی کے ارکان اسعد گیلانی وغیرہ اس ملک کی اسمبلی کے ممبر بنے ہیں ـــــ لیکن مقام افسوس ہے کہ اسعد گیلانی صاحب کا متذکرہ بالا بیان کتاب و سنّت کے معیار پر پورا نہیں اترتا۔ ہم بحیثیت ایک مسلمان کے اور بحیثیت ایک خادم دین کے اس کا حق رکھتے ہیں کہ ان کے اس بیان کا نوٹس لیں۔ اور اسے کتاب و سنّت ہی کے معیار پر پرکھیں۔ اور جس بات کو ہم حق سمجھتے ہیں اس کا برملا اظہار کردیں۔ تاکہ حق بات کے چھپانے کے مجرم نہ بن سکیں۔

ایران کا انقلاب اسلامی ہے یا نہیں، اس پر گفتگو کا حق محفوظ رکھتے ہوئے فی الحال ہم چند علمی اور اصولی باتیں عرض کرنا چاہتے ہیں۔ اسعد گیلانی صاحب کا یہ ارشاد کہ "مسلمانوں میں ۷۲ فرقے ہیں" ایک حدیث سے ماخوذ ہے۔ جو کہ مشکوٰۃ شریف، ترمذی شریف اور مسند امام احمد وغیرہ میں آئی ہے۔ اور جس کی صحت پر محدثین کا

اتفاق ہے۔ لیکن اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بہتّر فرقوں کے بارے میں یہ بھی فرمایا ہے کہ "کُلُّهُمْ فِی النَّار" (یہ سب جہنمی ہوں گے) اس کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تہتّرویں فرقے کا بھی ذکر فرمایا کہ یہ نجات پانے والا ہوگا۔ کیونکہ یہی صحیح اسلامی فرقہ ہوگا اور اس کی نشانی یہ بتائی کہ "مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِی" وہ فرقہ اس راستے پر چلنے والا ہوگا جس راستے پہ میں اور میرے صحابہ ہیں۔

افسوس کی بات ہے کہ اسعد گیلانی صاحب نے بہتّر جہنمی فرقوں کا ذکر تو کر دیا لیکن جس فرقہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح اسلامی اور نجات پانے والا فرقہ بتایا اُس کا نام تک نہ لیا۔ شاید یہ ان کی سیاست کا تقاضا ہو۔ لیکن اسلامی سیاست حقائق علمیہ پر پردہ ڈالنے کی کبھی اجازت نہیں دیتی۔ بلکہ حقائق علمیہ کو چھپانا بدترین علمی خیانت ہے۔ یا پرلے درجے کی جہالت ہے۔

پوری حدیث اس طرح ہے :۔

ترجمہ :۔ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بنو اسرائیل ۷۲ فرقوں میں بٹے ہوئے تھے، میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹے گی۔ یہ سب کے سب سوائے ایک کے جہنم میں جائیں گے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! یہ نجات پانے والا فرقہ کونسا ہے۔ فرمایا "مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِی" جو لوگ اس راستے پر قائم رہیں گے جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں" (مشکوٰۃ)

حدیث کے اس مفہوم کو حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے ایک مکتوب میں اس طرح بیان فرمایا ہے :۔

" نجات کا طریقہ اہلسنت والجماعت کی متابعت ہے۔ اقوال میں بھی افعال میں بھی۔ اصول میں بھی فروع میں بھی اس لئے کہ یہ گروہ (ما انا علیہ واصحابی) ہی فرقہ ناجیہ ہے۔ دیگر فرقے معرض زوال اور قرب ہلاک میں ہیں آج کوئی جانے یا نہ جانے کل بروز قیامت ہر ایک جان لے گا۔ مگر اس دن جاننا کچھ نفع نہ دے گا۔ (مکتوب ٦٩)

اور ایک حدیث اس طرح ہے :۔ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص تم میں سے میرے بعد زندہ رہا وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا اس لئے میرے طریقہ کو اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقہ کو لازم پکڑو اور اسے دانتوں سے مضبوط پکڑ لو۔" (مشکوٰۃ)

احادیث کی کتابوں میں اس قسم کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بھی بہت سے ارشادات ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ ہدایت یافتہ اور صحیح اسلامی فرقہ صرف ایک ہی ہے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے نقش قدم پر چلنے والا فرقہ ہے۔ اور اس فرقہ سے اختلاف کرنے والے دوسرے ۷۲ فرقے وہ ہیں۔ جن کا اس فرقہ کے ساتھ اصولی اور نظریاتی اختلاف ہے۔

اسعد گیلانی صاحب نے دوسری بات یہ ارشاد فرمائی ہے کہ "اگر شافعی، مالکی، حنبلی اور حنفی وغیرہ مسلمان

...اہل تشیع ان سے بڑھ کر مسلمان ہیں۔ کیونکہ اہل تشیع امام جعفر صادق کی تعلیمات کے پیرو ہیں جو امام ابو حنیفہ کے ...استاد ہیں۔"

اسعد گیلانی صاحب کے اس فتویٰ کی علمی حیثیت کیا ہے۔ یہ ایک الگ موضوع ہے۔ لیکن ان کی آگاہی کے لئے عرض کیا جاتا ہے۔ کہ شافعی، مالکی، حنبلی اور حنفی اختلاف کی نوعیت اجتہادی اور فروعی اختلاف کی ہے۔ یہ اختلاف ایک فطری اور ناگزیر سا اختلاف ہے۔ اور اس اختلاف کو خود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے رحمت قرار دیا ہے۔ مذکورہ بالا چاروں مسالک چونکہ ما انا علیہ واصحابی کی راہ پر اور خلفائے راشدین کے طریقہ پر چلنے والے ہیں اس لئے یہ ایک ہی فرقہ ہیں اسی لئے اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ یہ چاروں مسلک حق پر ہیں۔ ان میں صرف چند فروعی مسائل کا اجتہادی اختلاف ہے۔ اصول وعقائد اور نظریات میں یہ سب متفق ہیں۔ ان سب کی فقہ کا ماخذ و منبع بھی ایک ہی ہے۔ یعنی کتاب وسنت۔ ان کی کوئی بات کتاب وسنّت سے باہر کی نہیں ہے اور بقول گیلانی صاحب اہل تشیع امام جعفر صادق کے پیرو ہیں جب کہ امام جعفر صادق کی خود اپنی مدّونہ ومرتبہ فقہ دنیا میں کہیں موجود نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امام جعفر صادق کے تمام علوم کی اشاعت ان کے شاگرد امام ابو حنیفہ نے کی جن کی فقہ پر امت اسلامیہ کا جم غفیر صدیوں تک عمل پیرا رہا۔ اور پاکستان کی ستانوے فی صد آبادی بھی اسی مسلک پر ہے۔ اور امام ابو حنیفہ کی فقہ کی اہم اور ممتاز خصوصیت یہ ہے کہ اس کا ماخذ و منبع کتاب الٰہی ہے۔ اور سنّت رسول اللہ ﷺ ہے قولی یا فعلی۔

اہل تشیع کے پاس امام جعفر صادق سے منسوب جو تعلیمات ہیں وہ ان کی کتابوں اصول کافی وغیرہ میں لکھی ہوئی موجود ہیں۔ آیا ان تعلیمات کا منبع کتاب وسنّت ہے یا یہ کتاب وسنّت کی تعلیمات کے برعکس ہیں۔ اس کا فیصلہ جناب گیلانی صاحب اور دوسرے ناظرین خود کر لیں۔ یہاں اصول کافی میں سے چند عقائد لکھے جاتے ہیں۔

۱۔ اصول کافی ص ۲۵۹۔ ترجمہ جناب ابو بصیر سے روایت ہے کہ میرے ایک سوال کے جواب میں امام جعفر صادق نے فرمایا۔ کیا تم کو یہ بات معلوم نہیں کہ دنیا اور آخرت سب امام کی ملکیت ہے وہ جس کو چاہیں دے دیں۔ اور عطا فرما دیں"

یہی بات امام خمینی نے اپنی کتاب "الحکومۃ الاسلامیہ" میں لکھی ہے۔ صفحہ ۵۲ پر لکھتے ہیں۔ ترجمہ۔ "امام کو وہ مقام محمود اور وہ بلند درجہ اور ایسی تکوینی حکومت حاصل ہوتی ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے حکم واقتدار کے سامنے سرنگوں اور تابع فرمان ہوتا ہے"

جب کہ کتاب وسنّت سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے اور جس پر جمہور امت اسلامیہ کا عقیدہ وایمان ہے وہ یہ ہے کہ دنیا وآخرت صرف حق تعالیٰ کی ملکیت ہے اور کائنات کے ذرے ذرے پر صرف حق تعالیٰ کا حکم واقتدار ہے اس میں کوئی نبی ورسول بھی شریک نہیں کجا کہ کوئی امام خدا کی خدائی میں شریک ہو۔

۲. اصولِ کافی صہ ۲۶۵ پر قرآن مجید کی سورۃ نساء کی آیت نمبر ۱۳۷، اور اسی صفحہ پر سورۃ محمد کی آیت نمبر ۲۵ کی تشریح کرتے ہوئے امام جعفر صادق نے فرمایا:-

" ان آیات سے مراد فلاں اور فلاں اور فلاں (یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ) ہیں۔ یہ تینوں امیرالمومنین علیؓ کی ولایت و امامت ترک کر دینے کی وجہ سے ایمان و اسلام سے مرتد ہو گئے۔ اور قطعی کافر ہو گئے۔ اصولِ کافی کی شرح الصافی میں امام جعفر صادقؒ کے اس قول کی شرح میں لکھا ہے کہ " امام گفت ایں آیت نازل شد در ابوبکر و عمر و عثمان (الصافی صہ ۹۸) اور یہی بات خمینی صاحب نے اپنی کتاب کشف الاسرار میں لکھی ہے۔ صہ ۱۰۷ پر لکھتے ہیں :- "شیخین ابوبکرؓ و عمرؓ دل سے ایمان نہیں لائے تھے۔ صرف حکومت اور اقتدار کی طمع و ہوس میں انہوں نے بظاہر اسلام قبول کر لیا تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے کو چپکا رکھا تھا"

اور صفحہ ۱۱۹ پر لکھا ہے عمرؓ کافر و زندیق تھا (نعوذ باللہ)

نیز اسی کتاب میں لکھتے ہیں :- "عثمانؓ و معاویہ و یزید ایک ہی طرح اور ایک ہی درجہ کے چپا و لچی (ظالم و مجرم) تھے۔ اسی طرح اصولِ کافی اور خمینی صاحب کی تصانیف میں تمام صحابہ کو سوائے چار پانچ کے۔ کافر و مرتد بتایا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ کتاب و سنّت کی تعلیم کے خلاف ہے۔

۳۔ اصولِ کافی صہ ۶۷۱ پر لکھا ہے۔ (ترجمہ) " ہشام بن سالم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ قرآن جو جبرئیل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر لے کر نازل ہوئے تھے اس میں سترہ ہزار آیتیں تھیں اور شیعہ مصنفین علامہ قزوینی وغیرہ کے قول کے مطابق موجودہ قرآن میں کل آیات چھ ہزار سے کچھ اوپر ہیں۔ اس حساب سے قرآن مجید دو تہائی حصہ غائب کر دیا گیا ہے۔ اور خود یہی بات اصولِ کافی کے شارح قزوینی نے صافی شرح اصولِ کافی میں لکھا ہے کہ:-

" امام جعفر صادق کے ارشاد کا مطلب یہی ہے کہ جبرئیل کے لائے ہوئے اصل قرآن میں سے بہت سا حصہ ساقط اور غائب کر دیا گیا ہے اور وہ قرآن کے موجودہ مشہور نسخوں میں نہیں ہے۔ واضح رہے کہ اصولِ کافی میں ایک ہزار سے زیادہ روایات تحریفِ قرآن کے متعلق موجود ہیں۔

کیا امام جعفر صادق سے منسوب کردہ مندرجہ بالا تعلیمات قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق ہیں ؛ اس کا فیصلہ ہر وہ شخص کر سکتا ہے جس کی کتاب و سنت سے کچھ بھی واقفیت ہے۔ اور کیا قرآن کو محرّف ماننے، کتاب و سنت کی ناقل جماعت یعنی صحابہ کرام کو کافر و مرتد ماننے اور ائمہ کو خدا کا شریک ماننے کے باوجود اہلِ تشیع کو اسلام ہی کا ایک فرقہ سمجھا جا سکتا ہے یا کچھ اور ہے کیا اہلِ تشیع کے یہ عقائد اسلام کے اصول و عقائد سے بنیادی طور پر مختلف نہیں ہیں۔

بیان کے آخر میں محترم اسعد گیلانی صاحب نے ایک اہم انکشاف بھی کیا ہے کہ اسلامی انقلاب ایران کے خلاف بہت سی کتابیں چھپی ہیں اور یہ کتابیں قلیل مدت میں خریدی بھی جاتی ہیں۔ لہٰذا ہمیں بحیثیت مسلمان یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ ان کتابوں کے لکھنے اور چھاپنے والے کون لوگ ہیں۔ یہ یا تو صیہونی بلاک سے وابستہ افراد کا کام ہے یا پھر ان کے کارندوں کا۔"

گیلانی صاحب کو یہ تو معلوم ہے کہ ایران کے اسلامی انقلاب کے قائد اور ان کے معاونین سب شیعہ ہیں اور اپنے مذہب کے اظہار میں انہوں نے کسی تقیّہ سے کام نہیں لیا۔ ان کی کتابیں اور رسائل ہر جگہ دستیاب ہیں۔ اور اسلام کی تاریخ کا ایک ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ شیعہ مذہب کے رد میں امت اسلامیہ کے اکابرین نے قرون اولیٰ سے اب تک ہزاروں کتابیں لکھی ہیں اور بحیثیت مسلمان کے ہمارا اور گیلانی صاحب کا فرض ہے کہ ان کتابوں کو دیکھیں اور اپنا اسلام اور ایمان صحیح کریں۔ اور یہ بھی معلوم کریں کہ کیا یہ سب اکابر امریکی یا صیہونی بلاک سے تعلق رکھتے تھے یا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے بلاک سے تعلق رکھنے والے تھے۔ چند اکابرین اور ان کی کتابوں کے نام یہ ہیں۔

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی کتاب غنیۃ الطالبین۔ شیخ ابن تیمیہؒ کی کتاب منہاج السنۃ۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کے مکتوبات اور رسالہ رد روافض۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی کتاب "ازالۃ الخفا" اور "قرۃ العینین" اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی کتاب تحفہ اثنا عشریہ اور نواب محسن الملک سید مہدی علی کی کتاب "آیات بیّنات" وغیرہ۔

آخر میں گیلانی صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ جب اہل تشیع (جو بقول گیلانی صاحب حنفی مالکی، حنبلی، شافعی سے بڑھ کر مسلمان ہیں) صحابہ کرام کو کافر بتاتے ہیں تو صحابہ کرامؓ سے منقول کتاب و سنّت تو مشکوک ہو گئے۔ جب صورت حال یہ ہے تو جماعت اسلامی، پاکستان میں کونسا اسلام نافذ کرنا چاہتی ہے اور اس کے ماخذ و منابع کیا ہیں؟

باچا خان اور ملّا | فروری ۱۹۸۶ء کے الحق میں "افکار و تاثرات" کے تحت "باچا خان اور ملّا" کے عنوان سے ابو عمار قریشی کا ایک مراسلہ شائع ہوا ہے۔ راقم کے خیال میں اس مراسلے کا عنوان "سرحدی گاندھی اور مجنون" ہونا چاہیئے۔ اس لیے کہ سرحدی گاندھی کو "باچا خان" لکھنا پختون قوم کی توہین کے مترادف بات ہے کیونکہ پختون اور سب کچھ ہو سکتے ہیں مگر "گاندھی" نہیں ہو سکتے۔ سرحدی گاندھی اور خان غازی کابلی دونوں غالی قسم کے ہندو کانگریسی ہیں۔ مگر دونوں میں یہ فرق ہے کہ خان غازی کابلی مسلمان بھی ہیں اور پختون کریکٹر اور روایات کے حامل بھی ہیں۔ مگر سرحدی گاندھی سرتاپا سرحدی گاندھی ہیں۔ پختون عربوں کی طرح بے حد مہمان نواز ہیں۔ لیکن سرحدی گاندھی اس کے بالکل برعکس نہایت کنجوس اور بخیل قسم کے ہیں۔

الحق

اس سلسلے میں مولانا ابوالکلام آزاد کی تحریریں پیش کرنے سے پہلے دہلی کے روزنامہ "پرتاپ" میں سرحدی گاندھی کے ایک مکتوب کا اقتباس پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ یہ مکتوب انہوں نے دہلی کے ایک سرکاری ملازم کو ۱۹۶۵ء کی ہندو پاک جنگ کے زمانے میں لکھا تھا۔ اقتباس ملاحظہ ہو۔

" مجھے بمبئی میں پٹھانوں کی گرفتاری کے بارے میں حقیقت معلوم نہیں۔ یہ گرفتاریاں ہندو پاک جنگ کے دوران ہوئی تھیں۔ میں مہاراشٹر سرکار کو اس کے لئے قصوروار نہیں سمجھتا کہ پٹھانوں میں بہت کم اچھے اور دیانت دار ایماندار لوگ ہیں۔ زر پرست اور خود غرض لوگوں سے جان بچانی چاہئے۔"

۱۵؍جولائی "پرتاپ" دہلی

سرحدی گاندھی کے مندرجہ بالا بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سرحدی گاندھی صرف ملّا کے ہی مخالف نہیں بلکہ اپنی قوم پختون کے بھی دشمن ہیں اور مخالف ہیں۔ اب ذرا مولانا ابوالکلام آزاد کے خیالات ملاحظہ ہوں۔ مولانا اپنی کتاب "ہماری آزادی" میں لکھتے ہیں:-

۱۔ صوبہ سرحد کے ہر معاملے میں ہم خان عبدالغفار خان اور ان کے بھائی ڈاکٹر خان صاحب پر بھروسہ کرنے کے عادی ہو گئے۔ صہ ۱۴۳۔

۲۔ "کنجوسی اور اخلاق کی کمی پٹھان کو بہت جلد برگشتہ کر دیتی ہے۔" بدقسمتی سے اس معاملے میں خان بھائی اپنے پیروؤں کے توقعات کسی طرح پوری نہ کر سکے۔ یہ دونوں کھاتے پیتے لوگ تھے۔ لیکن بدقسمتی سے ان میں اخلاق کا مادہ نہ تھا۔" صہ ۳۴۲

۳۔ ڈاکٹر خان صاحب نے چیف منسٹر بننے کے بعد بھی شاید ہی کسی کو کھانا کھلایا ہو۔ اگر اتفاق سے کوئی شخص کھانے یا چائے کے وقت آجاتا تو اس سے اخلاقاً کھانے پینے کے لئے نہ کہا جاتا۔ ان کی طبیعت کا بخل سرکاری روپے کے خرچ میں بھی ظاہر ہوتا تھا۔" صہ ۳۴۴

۴۔ عام انتخابات کے زمانے میں کانگریس نے خرچ کے لئے کافی بڑی رقم دی۔ اس میں سے انہوں نے کم سے کم خرچ کیا بہت سے امیدوار صرف اس لئے ہار گئے کہ انہیں وقت سے مالی امداد نہیں ملی۔ بعد کو جب ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ روپیہ تھا اور بیکار پڑا رہا تو یہ خان بھائیوں کے کٹر دشمن بن گئے صہ ۳۴۴

۵۔ ۱۹۴۶ء میں خان بھائیوں کو سرحد کے لوگوں کی اتنی حمایت حاصل نہیں تھی جتنی کہ دلی میں ہم سمجھتے تھے۔ صہ ۳۴۷

مندرجہ بالا حقائق سرحدی گاندھی اور ان کے برادر اکبر کے بارے میں ہیں۔ اب "برلا" کے اخبار "ہندوستان ٹائمز" کی سنئے۔ کہ وہ سرحدی گاندھی کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔

" خان عبدالغفار خان ۱۸۹۰ء میں تحصیل چارسدہ ضلع پشاور کے اتمان زئی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ان کے

والد بہرام خان اس گاؤں کے مُکھیہ تھے۔ یعنی نمبردار۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں حریت طلب ہندوستان کے خلاف انگریزوں کو مدد دی اور اس مدد کے بدلے انگریزوں نے بھاری جاگیر دی۔" (ہندوستان ٹائمز یکم جنوری ۱۹۸۶ء)

مولانا آزاد کی تحریروں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خان عبدالغفار خان پختون نہیں اور ہندوستان ٹائمز یکم جنوری ۱۹۸۶ء کی تحریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کے بزرگ ۱۸۵۷ء کے غدار اور انگریزوں کے دوست تھے اس لئے انگریزوں نے بھاری جاگیر دی تھی۔

ولی خان دہلی میں بیٹھ کر لندن کی دستاویزات کی بنا پر مولویوں کو انگریزوں کا تنخواہ دار بتاتے ہیں اور یہ نہیں بتلاتے کہ ان کے بزرگ کیا تھے؟ شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

اتنی نہ بڑھا پاکئ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

خان غازی کابلی۔ دہلی (انڈیا)

داتا گنج بخش، لال شہباز قلندر کے مزارات کی تاریخی حیثیت؟

آپ نے اپنے بحوالہ بالا خط میں دو مزاروں کے متعلق سوال ہے ۱۔ داتا گنج بخش کا مزار بمقام لاہور ۲۔ لال شہباز قلندر کا مزار سہون شریف سندھ۔

اپنے ناقص مطالعہ کے بموجب داتا گنج بخش کے مزار کے متعلق اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مزار شہر لاہور ہی میں ہونا چاہیے۔ داتا گنج بخش کا نام علی بن عثمان ہجویری ہے۔ ان کی وفات غالباً ۴۶۵ ہجری لاہور میں ہوئی۔ اب رہا یہ سوال کہ جو مزار آج حضرت کا مزار مشہور ہے، کیا یہی مزار حضرت داتا گنج بخش کا ہے۔ تحقیقی مطالعہ بتاتا ہے کہ مزار بہت دنوں کے بعد بنا ہے۔ حضرت کا مزار شاہی مسجد لاہور کے سامنے جو قلعہ کا دروازہ ہے اس کے اندر کسی طرف کہیں ہے۔ وہاں کئی قبریں ہیں ان میں سے ایک قبر غالباً علی بن عثمان ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش کی ہے۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری نے ایک تحقیقی مقالہ میں یہی ثابت کیا ہے ان کا یہ مقالہ رسالہ خدام الدین میں طبع ہوا تھا۔

دوسرا مزار لال شہباز قلندر سہون میں ہے وہ بہت بعد کا ہے۔ شہباز قلندر کا تاریخی وجود مشتبہ ہے وہ کون تھے۔ واقعی طور پر پتہ نہیں چلتا۔ کہ ان کا نام علی بن عثمان مروندی تھا۔ وہ کب سندھ آئے، کب وفات پائی، کچھ بھی پتہ نہیں چلتا۔ غالباً یہ فرضی شخصیت کچھ کمانے کھانے کے لئے سندھی ہندوؤں اور شیعہ گھرانے کی کوششوں سے پیدا کی گئی ہے۔ ان کے متعلق کچھ بھی یقینی طور پر پتہ نہیں ملتا۔ یہی رائے مشہور مصنف مرحوم حسام الدین راشدی نے اپنی کتابوں میں ظاہر کی ہے۔ دوسرے محققین نے لال شہباز قلندر کے نام سے کسی

تاریخی شخصیت کا پتہ نہیں بتاتے۔ میری رائے یہی ہے کہ محض عرس کرنے اور کمانے کھانے کے لئے ایک نام گھڑ لیا گیا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک بات سب سے پہلے غور طلب ہے۔ کہ مزار اگر بالکل صحیح ہو اور ہمیں معلوم بھی ہو تو کیا ہم مرنے والے بزرگ سے کوئی رابطہ قائم کرسکتے ہیں۔ یہ امر مسلم ہے کہ ہم کسی مزار پر کچھ بھی کریں اس کی کوئی خبر صاحب مزار بزرگ کو نہیں ہوسکتی۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا مزار تو معلوم ہے اور ان سے بھی زیادہ بزرگوں کے مزار معلوم ہیں۔ مثلاً حضرت امام ابوحنیفہؒ۔ امام شافعیؒ حضرت ابوبکر شبلیؒ وغیرہ کے مزار تو ہم یقینی طور پر جانتے ہیں لیکن اگر ہم ان مزاروں پر چیخیں چلائیں تو ان کو اس کی اطلاع ہوسکتی ہے۔ تجربہ اس تصور کو غلط قرار دیتا ہے قرآن مجید غلط قرار دیتا ہے۔ اس کے بعد اس تحقیق کی کیا قیمت رہ جاتی ہے۔ کہ مزار اصلی ہے یا محض فرضی۔ اس بحث میں کیوں دردِ سر اٹھایئے۔ کیا حاصل ہوگا۔ یہ عرس یا میلے تو محض کاروبار ہیں۔ اس کا تاریخی ثبوت سے کیا واسطہ؟ اور اگر واسطہ ہو تو ہمیں اس سے کیا فائدہ ہوسکتا ہے۔ (مولانا عبدالقدوس ہاشمی)

بقیہ: بخاری شریف۔

کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔

کب تک فلاں صاحب کی کتاب پڑھتے رہوگے۔ میری کتاب کیوں نہیں پڑھتے۔ میں نے عرض کیا حضرت! آپ کی کونسی کتاب ہے۔ ارشاد فرمایا بخاری شریف۔

حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مرادآبادیؒ بیمار تھے نزع کی گھڑی قریب ہوئی تو ارشاد فرمایا بخاری شریف کی احادیث کی تلاوت کرو۔ کہ حدیث یار سنتے سنتے روح قفس عنصری سے پرواز کرے۔ وجہ یہ ہے کہ حدیث میں جمال ہے اور قرآن میں جلال ہے۔ حالتِ نزع میں جمال کی ضرورت ہے۔ آپ حضرات کا اب حدیث سے تعلق جڑ گیا ہے۔ ہر جگہ ہر ماحول میں اٹھتے بیٹھتے حدیث کی تلاوت و اشاعت کرو۔ دولت اور پیسے کی کوئی پرواہ نہ کرو اللہ کریم آسانیاں فرما دے گا۔ ہمارے استاذ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں نے رات کو تہجد کی نماز میں اللہ کریم سے یہ منوا چھوڑا ہے کہ فضلاء دارالعلوم کو معاشی تنگی پیش نہ آئے۔

یہ دارالعلوم حقانیہ بھی ۳۰، ۴۰ سال سے قائم ہے اور اس کے خدام اور روحانی فرزند مصروف کار ہیں یہ سب حضرات اساتذہ دارالعلوم دیوبند کی دعاؤں کی برکتیں ہیں کہ اللہ کریم سب کو کھلا رزق دے رہا ہے۔ آپ حضرات بھی تنخواہوں کی کوئی پرواہ نہ کریں۔ دین کی خدمت، علم کی اشاعت اور تدریس و تعلیم کے شغل کو ترجیح دیں اور اپنے مادرِ علمی سے بھی تعلق قائم رکھیں۔ اس کی بقاء و استحکام کے لئے بھی دعا کرتے رہیں۔
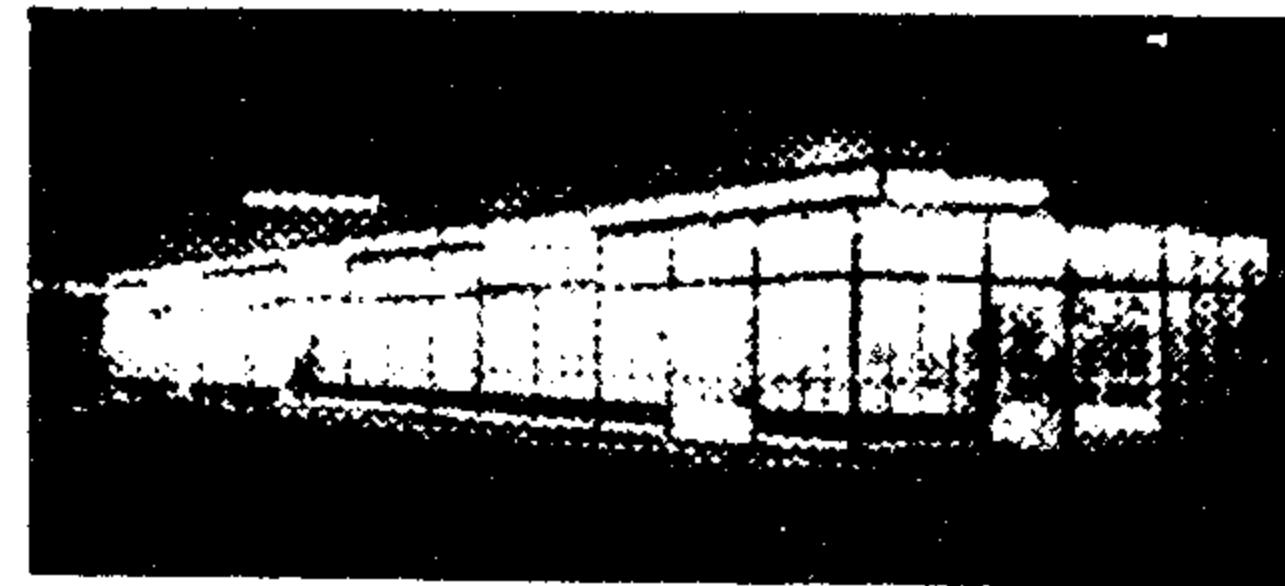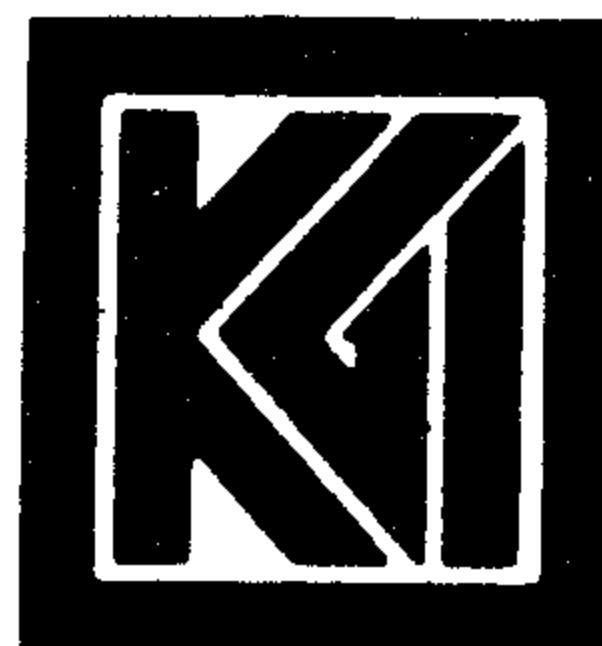
ببّر شیر یوریا کی خصوصیات

- ★ ہر قسم کی فصلات کے لئے کارآمد۔ گندم، چاول، مکئی، کماد، تمباکو، کپاس اور ہر قسم کی سبزیات، چارہ اور پھلوں کے لئے یکساں مفید ہے۔
- ★ اس میں نائٹروجن ۴۶ فیصد ہے جو باقی تمام نائٹروجنی کھادوں سے فزوں تر ہے۔ یہ خوبی اس کی قیمت خرید اور باربرداری کے اخراجات کو کم سے کم کر دیتی ہے۔
- ★ دانہ دار (پرلڈ) شکل میں دستیاب ہے جو کھیت میں چھٹہ دینے کے لئے نہایت موزوں ہے۔
- ★ فاسفورس اور پوٹاش کھادوں کے ساتھ ملا کر چھٹہ دینے کے لئے نہایت موزوں ہے۔
- ★ ملک کی ہر منڈی اور بیشتر مواضعات میں داؤد ڈیلروں سے دستیاب ہے۔

داؤد کارپوریشن لمیٹڈ

(شعبۂ زراعت)

الفلاح - لاہور

فون نمبر — 57876 — سے — 57879